بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

جلد 69

ایڈیٹر منصور احمد

نائب تنویر احمد ناصر ایم اے

شمارہ 35

شرح چندہ

سالانہ 700 روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

50 پاؤنڈیا

80 ڈالرامریکن

یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

7 محرم 1442 ہجری قمری • 27 ظہور 1399 ہجری شمسی • 27 اگست 2020ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدۡخِلُھُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا (النساء: 58)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان کو ہم ضرور ایسی جنّات میں داخل کریں گے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 21 اگست 2020 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اگر تم میری پیروی کروگے تو اپنے اندر کے بتوں کو توڑ ڈالنے کے قابل ہو جاؤ گے

انسان کا سینہ مہبط الانوار ہے اور اسی وجہ سے وہ بیت اللہ کہلاتا ہے، بڑا کام یہی ہے کہ اس میں جو بت ہیں وہ توڑے جائیں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

میری پیروی کرو اور میرے پیچھے چلے آؤ

غرض اس خانہ خدا کو (یعنی سینہ کو۔ ناقل) بتوں سے پاک وصاف کرنے کیلئے ایک جہاد کی ضرورت ہے اور اس جہاد کی راہ میں تمہیں بتاتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں۔ اگر تم اس پر عمل کروگے تو ان بتوں کو توڑ ڈالوگے اور یہ راہ مَیں اپنی خود تراشیدہ نہیں بتاتا بلکہ خدا نے مجھے مامور کیا ہے کہ مَیں بتاؤں۔ اور وہ راہ کیا ہے؟ میری پیروی کرو اور میرے پیچھے چلے آؤ۔ یہ آواز نئی آواز نہیں ہے۔ مکہ کو بتوں سے پاک کرنے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کہا تھا قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (آل عمران: 32) اسی طرح پر اگر تم میری پیروی کروگے تو اپنے اندر کے بتوں کو توڑ ڈالنے کے قابل ہو جاؤ گے۔ اور اس طرح پر سینہ کو جو طرح طرح کے بتوں سے بھرا پڑا ہے پاک کرنے کے لائق ہو جاؤ گے۔ تزکیۂ نفس کے لئے چلہ کشیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے چلّہ کشیاں نہیں کی تھیں۔ ارّہ اور نفی و اثبات وغیرہ کے ذکر نہیں کئے تھے، بلکہ اُن کے پاس ایک اور ہی چیز تھی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں محو تھے۔ جو نور آپؐ میں تھا وہ اس اطاعت کی نالی میں سے ہو کر صحابہؓ کے قلب پر گرتا تھا اور ماسوی اللہ کے خیالات کو پاش پاش کرتا جاتا تھا۔ تاریکی کی بجائے اُن سینوں میں نور بھرا جاتا تھا۔ اس وقت بھی خوب یاد رکھو وہی حالت ہے۔ جب تک کہ وہ نور جو خدا کی نالی میں سے آتا ہے تمہارے قلب پر نہیں گرتا تزکیہ نفس نہیں ہوسکتا۔ انسان کا سینہ مہبط الانوار ہے اور اسی وجہ سے وہ بیت اللہ کہلاتا ہے۔ بڑا کام یہی ہے کہ اس میں جو بت ہیں وہ توڑے جائیں اور اللہ ہی اللہ رہ جائے۔ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰہُ اَللّٰہُ فِیۡ اَصۡحَابِیۡ۔ میرے صحابہؓ کے دلوں میں اللہ ہی اللہ ہے۔ دل میں اللہ ہی اللہ ہونے سے یہ مُراد نہیں کہ انسان وحدتِ وجود کے مسئلہ پر عمل کرے اور ہر کتے اور گدھے کو معاذ اللہ خدا قرار دے بیٹھے۔ نہیں نہیں۔ اس سے اصل غرض یہ ہے کہ انسان کا جو کام ہو اس میں مقصود فی الذات اللہ تعالیٰ ہی کی رضا ہو اور نہ کچھ اور۔ اور یہ درجہ حاصل نہیں ہوسکتا جب تک خدا تعالیٰ کا فضل شاملِ حال نہ ہو۔

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 173، مطبوعہ قادیان 2018)

......☆......☆......☆......

کوئی ہندو، سکھ یا عیسائی مسلمانوں کی مسجد میں اپنے رنگ میں عبادت الٰہی کرنا چاہے تو کسی مسلمان کو اُسے روکنے کا حق نہیں

آیت کریمہ وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنۡ یُّذۡکَرَ فِیۡہَا اسۡمُہٗ کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص مساجد میں اللہ تعالیٰ کا نام نہ لینے دے اور اُس کی عبادت سے لوگوں کو روکے اور اس طرح اُن کو ویران کرنے کی کوشش کرے وہ سب سے زیادہ ظالم ہے۔ یہ کیسی اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے جو اسلام نے پیش کی ہے۔ اِسے سامنے رکھ لو دُنیا کا کوئی مذہب اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکے گا۔ مسلمانوں کا عمل جانے دو بلکہ اس حکم اور تعلیم کو دیکھو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کسی کا حق نہیں کہ ذکر الٰہی سے کسی کو روکے۔ اگر کوئی شخص مسجد میں جا کر ذکر الٰہی کرنا چاہے یا اپنے رنگ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالانا چاہے تو اس سے روکنا بالکل ناجائز ہے۔ کوئی ہندو سکھ یا عیسائی آجائے اور مسلمانوں کی مسجد میں اپنے رنگ میں عبادت الٰہی کرنا چاہے تو کسی مسلمان کو اُسے روکنے کا حق نہیں۔ اگر کوئی کہے کہ باجا بجانا اور ناچنا اُن کی عبادت میں شامل ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ کام وہ باہر کرلیں۔ جتنا حصہ ذکر الٰہی کا ہے وہ مسجد میں آکر ادا کرلیں......

......سب سے پہلا انسان جس نے اِس پر عمل کیا وہ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے نجران کے مسیحیوں کو اپنی مسجد میں گرجا کرنے کی اجازت دے دی۔ زاد المعاد میں لکھا ہے۔ لَمَّا قَدِمَ وَفۡدُ نَجۡرَانَ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ دَخَلُوۡا عَلَیۡہِ مَسۡجِدَہٗ بَعۡدَ الۡعَصۡرِ فَحَانَتۡ صَلَاتُھُمۡ فَقَالُوۡا اَیُصَلُّوۡنَ فِیۡ مَسۡجِدِہٖ فَاَرَادَ النَّاسُ مَنۡعَھُمۡ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ دَعُوۡھُمۡ فَاسۡتَقۡبَلُوا الۡمَشۡرِقَ فَصَلُّوۡا صَلٰوتَھُمۡ (زاد المعاد، جلد 2، صفحہ 35) یعنی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس نجران کا عیسائی وفد آیا تو وہ لوگ عصر کے بعد مسجد نبویؐ میں آئے اور گفتگو کرتے رہے۔ گفتگو کرتے کرتے اُن کی عبادت کا وقت آگیا (غالباً وہ اتوار کا دن ہوگا) چنانچہ وہ وہیں مسجد میں اپنے طریق کے مطابق عبادت کرنے کیلئے کھڑے ہوگئے۔ لوگوں نے چاہا کہ وہ انہیں روک دیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ایسا مت کرو۔ چنانچہ انہوں نے اُسی جگہ مشرق کی طرف منہ کیا اور اپنے طریق کے مطابق عبادت کرلی۔

پس مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے روکنے کا کسی کو حق نہیں۔ اگر تمام اقوام اس بات پر عمل کرنے لگ جائیں تو تمام باہمی جھگڑے ختم ہو جائیں۔ اگر ہر قوم اپنے معبد میں دوسروں کو آنے اور وہاں عبادت اور ذکر الٰہی کرنے کی اجازت دے دے تو کبھی آپس میں مناقشت اور جھگڑا پیدا نہ ہو اور دنیا میں ہر طرف امن قائم ہو جائے۔ مسلمانوں کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے اعمال پر غور کریں اور سوچیں کہ کیا وہ اس تعلیم پر پوری طرح عمل کرتے ہیں جو قرآن کریم دیتا ہے۔ اور جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عمل تھا یا اس کے خلاف اپنے خودساختہ اصول پر عمل کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آیت غیر احمدیوں اور ہم میں ایک فیصلہ کن آیت ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد 2، صفحہ 130 تا 132، مطبوعہ قادیان 2010)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (یہ امام) تم کو نماز پڑھاتے ہیں۔ اگر ٹھیک پڑھیں گے تو تمہیں ثواب ہوگا اور اگر غلطی کریں گے تو بھی تمہیں ثواب ہوگا اور اُن کو وبال۔

(صحیح بخاری، جلد 2، کتاب الاذان، باب اذالم یتم الامام)

☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر واپس جاکر اپنی قوم کی امامت کیا کرتے۔

(صحیح بخاری، جلد 2، کتاب الاذان، باب اذاطول الامام)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو چاہئے کہ وہ ہلکی پڑھائے کیونکہ ان میں کمزور اور بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب تم میں سے کوئی تنہا نماز پڑھے تو جتنا چاہے لمبی کرے۔

(صحیح بخاری، جلد 2، کتاب الاذان، باب اذا صلی لنفسہ فلیطول ماشاء)

......☆......☆......☆......

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ فرمودہ 7 اگست 2020ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از نبیوں کا سردار)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

اختتامی خطاب حضور انور جلسہ سالانہ قادیان 2011

افتتاحی خطاب حضور انور جلسہ سالانہ بورکینافاسو 2004

اختتامی خطاب حضور انور جلسہ سالانہ بورکینافاسو 2004

خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب

وصایا | خلاصہ خطبہ جمعہ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی الْعَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

پانچ سو روپیہ کے انعام کے ساتھ
لالہ مُرلیدھر، لالہ جیون داس، منشی اندرمن صاحبان کو مباہلہ کی دعوت

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مباہلہ سے پہلے تحریری مقابلہ کی دعوت دی کہ اگر کوئی آریہ وید کی تعلیم کو قرآن مجید کی تعلیم سے بہتر خیال کرتا ہے تو ہم سے مقابلہ کرلے۔ آپؑ نے اس کیلئے تین ماہ کی مہلت دی اور کسی قدر انعام بھی دینے کا وعدہ فرمایا۔ فرمایا: اگر اس عرصہ میں کوئی مقابلہ کیلئے نہ نکلے تب بھی مباہلہ کی ضرورت نہیں بشرطیکہ وہ کفریات اور گالی گلوچ سے باز رہیں۔ لیکن اگر مقابلہ بھی نہ کریں اور گالی گلوچ سے بھی باز نہ آئیں تو پھر آخری چارہ مباہلہ ہے۔ اس سلسلہ میں ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پیش کرتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں :

”وید کی یہ تعلیم کہ خدائے تعالیٰ روحوں اور مواد کا خالق نہیں اور اس کی طرح ہر یک چیز خود بخود اور قدیم اور واجب ہے اور ہمیشہ کے لئے کسی کو نجات نہیں اس کے سب مفاسد ہم نے اس رسالہ میں بیان کر دیئے ہیں اور اس کی ردّ کے دلائل اپنے ہاتھ سے لکھ دیئے ہیں ...... اور اگر کوئی آریہ ہمارے اس تمام رسالہ کو پڑھ کر پھر بھی اپنی ضد کو چھوڑنا نہ چاہے اور اپنے کفریات سے باز نہ آوے تو ہم خدائے تعالیٰ کی طرف سے اشارہ پا کر اس کو مباہلہ کی طرف بلاتے ہیں۔“ (سرمہ چشم آریہ رُوحانی خزائن جلد 2 صفحہ 279-280)

قرآن مجید کی تعلیمات کا وید کی تعلیمات کے ساتھ مقابلہ کا نہایت پُرشوکت چیلنج دیتے ہوئے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

”وید برکات روحانیہ اور محبت الٰہیہ تک پہنچانے سے قاصر اور عاجز ہے اور کیونکر قاصر و عاجز نہ ہو وہ وسائل جن سے یہ نعمتیں حاصل ہوتی ہیں یعنی طریقہ حقہ خداشناسی، و معرفت نعماء الٰہی، و بجا آوری اعمال صالحہ، و تحصیل اخلاق مرضیہ، و تزکیہ نفس عن رذائل نفسیہ، ان سب معارف کے صحیح اور حق طور پر بیان کرنے سے وید بکلّی محروم ہے۔ کیا کوئی آریہ صفحہ زمین پر ہے کہ ہمارے مقابل پر ان امور میں وید کا قرآن شریف سے مقابلہ کر کے دکھلاوے؟ اگر کوئی زندہ ہو تو ہمیں اطلاع دے اور جس امر میں امورِ دینیہ میں سے چاہے اطلاع دے تو ہم ایک رسالہ بالتزام آیات بینات و دلائل عقلیہ قرآنی تالیف کر کے اس غرض سے شائع کر دیں گے کہ تا اسی التزام سے وید کے معارف اور اس کی فلاسفی دکھلائی جائے اور اس تکلیف کشی کے عوض میں ایسے وید خوان کے لئے ہم کسی قدر انعام بھی کسی ثالث کے پاس جمع کرا دیں گے جو غالب ہونے کی حالت میں اس کو ملے گا۔“ (ایضاً صفحہ 295)

اب ہم ذیل میں مباہلہ کا پُرشوکت چیلنج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔ مباہلہ کے لئے سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لالہ مُرلیدھر صاحب ڈرائنگ ماسٹر رُکن آریہ سماج ہوشیار پور کو بلایا جنہوں نے بمقام ہوشیار پور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر مباحثہ کی درخواست کی تھی جس کے نتیجہ میں ”سُرمہ چشم آریہ“ جیسی لاجواب کتاب ہمارے ہاتھ آئی۔ اس لحاظ سے ہم بہر حال لالہ صاحب کے مشکور ہیں۔ مباہلہ کے لئے مدّمقابل کیسا ہو، اور اس کی شرائط اور فیصلہ کا طریق بیان کرتے ہوئے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

جاننا چاہئے کہ جو شخص حق سے اپنے تئیں آپ دُور لیجاوے اسکو ملعون کہتے ہیں اور جو حق کے حاصل کرنے میں اپنے نفس کی آپ مدد کرے اسکو مقرون کہتے ہیں۔ اب ہمارے مقابل پر مقرون یا ملعون بننا آریوں کے ہاتھ میں ہے۔ اگر کوئی باتمیز آریہ جو ویدوں کی حقیقت سے خبر رکھتا ہو موازنہ و مقابلہ وید و قرآن کے نیت سے تین ماہ کے عرصہ تک میدان میں آ گیا اور ہماری طرف سے جو رسالہ بحوالہ آیات و دلائل قرآنی تالیف ہو وید کی شرتیوں کے رو سے اس نے ردّ کر کے دکھلا دیا تو اس نے وید اور وید کے پیروؤں کی عزت رکھ لی اور مقرون کے معزز خطاب سے ملقب ہو گیا لیکن اگر اس عرصہ میں کسی ویددان نے تحریک نہ کی تو وہ خطاب جو مقرون کے مقابل پر ہے سب نے اپنے لئے قبول کر لیا اور اگر پھر باز نہ آویں تو آخر الحیل مباہلہ ہے جس کیطرف ہم پہلے اشارت کر آئے ہیں۔ مباہلہ کیلئے وید خوان ہونا ضروری نہیں ہاں باتمیز اور ایک باعزت اور نامور آریہ ضرور چاہئے جسکا اثر دوسروں پر بھی پڑ سکے۔ سو سب سے پہلے لالہ مرلیدھر صاحب اور پھر لالہ جیونداس صاحب سیکرٹری آریہ سماج لاہور اور پھر منشی اندرمن صاحب مرادآبادی اور پھر کوئی اور دوسرے صاحب آریوں میں سے جو معزز اور ذی علم تسلیم کئے گئے ہوں مخاطب کئے جاتے ہیں کہ اگر وہ وید کی ان تعلیموں کو جنکو کسی قدر ہم اس رسالہ میں تحریر کر چکے ہیں فی الحقیقت صحیح اور سچے سمجھتے ہیں اور انکے مقابل جو قرآن شریف کے اصول و تعلیمیں اسی رسالہ میں بیان کی گئی ہیں ان کو باطل اور دروغ خیال کرتے ہیں تو اس بارہ میں ہم سے مباہلہ کر لیں اور کوئی مقام مباہلہ کا برضامندی فریقین قرار پا کر ہم دونوں فریق تاریخ مقررہ پر اس جگہ حاضر ہو جائیں اور ہر یک فریق مجمع عام میں اٹھ کر اس مضمون مباہلہ کی نسبت جو اس رسالہ کے خاتمہ میں بطور نمونہ اقرار فریقین قلم جلی سے لکھا گیا ہے تین مرتبہ قسم کھا کر تصدیق کریں کہ ہم فی الحقیقت اس کو سچ سمجھتے ہیں اور اگر ہمارا بیان راستی پر نہیں تو ہم پر اسی دنیا میں وبال اور عذاب نازل ہو۔ غرض جو جو عبارتیں ہر دو کاغذ مباہلہ میں مندرج ہیں جو جانبین کے اعتقاد ہیں بحالت دروغ گوئی عذاب مترتب ہونیکے شرط پر ان کی تصدیق کرنی چاہئے اور پھر فیصلہ آسمانی کے انتظار کیلئے ایک برس کی مہلت ہوگی پھر اگر برس گزرنے کے بعد مؤلف رسالہ ہذا پر کوئی عذاب اور وبال نازل ہوا یا حریف مقابل پر نازل نہ ہوا تو ان دونوں صورتوں میں یہ عاجز قابل تاوان پانسو روپیہ ٹھہریگا...... اگر ہم غالب آئے تو کچھ بھی شرط نہیں کرتے کیونکہ شرط کے عوض میں وہی دعا کے آثار کا ظاہر ہونا کافی ہے۔ (ایضاً صفحہ 298)

مباہلہ کی صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے پڑھا جانیوالا مضمون

بعد حمد و صلوٰۃ مَیں...... حضرت خداوند کریم جل شانہ و عز اسمہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اکثر حصہ اپنی عمر عزیز کا تحقیق دین میں خرچ کر کے ثابت کر لیا ہے کہ دُنیا میں سچا اور منجانب اللہ مذہب دین اسلام ہے اور حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدائے تعالیٰ کے رسول اور افضل الرسل ہیں اور قرآن شریف اللہ جل شانہ کا پاک و کامل کلام ہے جو تمام پاک صداقتوں اور سچائیوں پر مشتمل ہے اور جو کچھ اس کلام مقدس میں ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وجوبِ ذاتی اور قدامت ہستی اور قدرت کاملہ اور اپنے دوسرے جمیع صفات میں واحد لاشریک ہے اور سب مخلوقات کا خالق اور سب ارواح اور اجسام کا پیدا کنندہ ہے اور صادق اور وفادار ایمانداروں کو ہمیشہ کیلئے نجات دیگا اور وہ رحمان اور رحیم اور توبہ قبول کرنیوالا ہے ایسا ہی دوسری صفاتِ الٰہیہ و دیگر تعلیمات جو قرآن شریف میں لکھی ہیں یہ سب صحیح اور درست ہیں اور میں دلی یقین سے ان سب امور کو سچ جانتا ہوں اور دل و جان سے ان پر یقین رکھتا ہوں...... اب میری یہ حالت ہے کہ جیسے ایک شیشہ عطر خالص سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایسا ہی میرا دل اس یقین سے بھرا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام قرآنِ شریف تمام برکات دینیہ کا مجموعہ ہے اور فی الحقیقت خدائے تعالیٰ سب موجودات کا موجد اور تمام ارواح اور اجسام کا پیدا کنندہ اور ہر قسم کی خیر اور نیکی اور فیض کا مبدء ہے اور اسکا پاک رسول محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سچا و صادق و کامل نبی ہے جسکی پیروی پر فلاح آخرت موقوف ہے لیکن میرا فلاں مخالف (اِسجگہ اس مخالف کا نام جو مباہلہ کیلئے بالمقابل آئیگا لکھا جائیگا) جو اسوقت میرے مقابلہ کیلئے حاضر ہے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ نعوذ باللہ جناب سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سچے نبی نہیں ہیں اور جعل سازی سے قرآنِ شریف کو بنالیا ہے اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ خدائے تعالیٰ ارواح اور اجسام کا پیدا کنندہ نہیں اور کسی پرستار اور سچے ایماندار کو نجاتِ ابدی کبھی نہیں ملے گی اور جو کچھ ویدوں میں بھرا ہوا ہے وہ حقیقت میں سب سچ ہے اور اسکے برخلاف جو قرآن شریف میں ہے وہ سب جھوٹ ہے سواَے خدائے قادر مطلق تو ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر اور ہم دونوں میں سے جو شخص اپنے بیانات میں اور اپنے عقائد میں جھوٹا ہے اور بصیرت کی راہ سے نہیں بلکہ تعصب اور ضد کی راہ سے ایسی باتیں منہ پر لاتا ہے جن پر یقین کرنے کیلئے کوئی قطعی دلیل اسکے ہاتھ میں نہیں اور نہ اسکا دل نور یقین سے بھرا ہوا ہے بلکہ سراسر ضد اور طرفداری اور ناخداترسی سے ایسی باتیں بناتا ہے جن پر اسکا دل قائم نہیں اس پر تُو اَے قادر کبیر ایک سال تک کوئی اپنا عذاب نازل کر اور اسکی پردہ دری کر کے جو شخص حق پر ہے اسکی مدد فرما اور لعنت سے بھرے ہوئے دکھ کی مار ایسے شخص کو پہنچا کہ جو دانستہ سچائی سے دُور اور راستی کا دشمن اور راستباز کا مخالف ہے کیونکہ سب قدرت اور انصاف اور عدالت تیرے ہی ہاتھ میں ہے آمین یاربُّ العالمین فقط۔ (ایضاً صفحہ 302)

فریق مخالف آریہ صاحبان کی طرف سے پڑھا جانیوالا مضمون

میں فلاں ابن فلاں قسم کھا کر اور حلف اٹھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اوّل سے آخر تک رسالہ سُرمہ چشم آریہ کو پڑھ لیا اور اسکے دلائل کو بخوبی سمجھ لیا۔ میرے دل پر اُن دلیلوں نے کچھ اثر نہیں کیا اور نہ میں انکو سچ سمجھتا ہوں اور میں اپنے پرمیشر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ ویدوں میں لکھا ہے میں اس بات پر پختہ یقین رکھتا ہوں کہ میری روح اور جیو کا کوئی ربّ یعنی پیدا کنندہ نہیں ایسا ہی میرا جسمی مادہ بھی پیدا کرنیوالے سے بکلی بے نیاز ہے۔ میں پرمیشر کی طرح خود بخود ہوں اور واجب الوجود اور قدیم اور انادی ہوں۔ میری روح اور میرا جسمی مادہ کسی دوسرے کے سہارے سے نہیں بلکہ قدیم سے یہ دونوں ٹکڑے میرے وجود کے قائم بالذات ہیں۔ ایسا ہی وید کی اس تعلیم پر بھی میرا کامل یقین ہے کہ مکتی یعنی نجات ہمیشہ کیلئے کسی کو نہیں مل سکتی اور ہمیشہ عزت کے بعد ذلت کا دَورہ لگا ہوا ہے۔ میں وید کی ان سب تعلیموں کو دلی یقین سے مانتا ہوں کہ پرمیشر ایک ذرّہ کے پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں اور نہ بغیر عمل کسی عامل کے ایک ذرہ کسی پر رحمت کر سکتا ہے اور نہ بغیر ہزاروں جونوں میں ڈالنے کے ایک ذرّہ گناہ توبہ یا استغفار یا سچی پرستش اور محبت سے بخش سکتا ہے اور میں وید کے رُو سے اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ چاروں وید ضرور ایشر کا کلام ہے جو ہمیشہ اور قدیم سے ہر نئی دنیا میں ہمارے ہی آریہ دیس میں چار رشیوں پر جو اگنی اور وایو وغیرہ ہیں اُترتا رہا ہے کبھی اس سے باہر نہیں اُترا اور نہ کبھی ہماری زبان سنسکرت کے سوا کسی دوسری زبان میں آیا اور ہمارے دیس سے باہر جو ہزاروں پیغمبر آئے ہیں اور کئی کتابیں لائے ہیں میں دلی یقین سے ان سکو جعلساز اور انکی کتابوں کو جعلی تحریریں خیال کرتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ ان غیر ملکوں میں سب جھوٹے آتے رہے کبھی ایک ملہم بھی سچا نہیں آیا اور یہ سچائی ہمارے آریہ دیس سے ہی خاص رہی اور اسی سے پرمیشر کا دائمی تعلق اور پیوند رہا ہے اور ہمیشہ آئندہ بھی اسی سے رہیگا ایسا ہی میں قرآن اور اسکے اصولوں اور تعلیموں کو جو وید کے اصولوں اور تعلیموں سے برخلاف ہے جھوٹ اور جعل جانتا ہوں لیکن میرا فریق مخالف جو مؤلف رسالہ سرمہ چشم آریہ ہے وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا ہے اور اسکی سب تعلیموں کو درست اور صحیح سمجھتا ہے اور وید اور اسکے ان اصولوں اور دوسری تعلیموں کو جو قرآن کے مخالف ہیں سراسر غلط اور جھوٹ خیال کرتا ہے سو اب اَے ایشر تو ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر اور جس فریق کے اصول اور اعتقاد جھوٹے اور ناپاک ہیں جن کو وہ کسی ناپاک کتاب کی رُو سے مانتا ہے اسکو ذلیل اور رسوا کر اور ہم دونوں میں سے وہ شخص جو تیری نظر میں کاذب اور دروغ گو ہے اور اسکے عقائد اور اصول تیری توہین اور ہتکِ عزت کا موجب ہیں اور دانستہ انکا پابند ہو رہا ہے اسکو اَے ایشر ایسے دُکھ کی مار پہنچا اور ایسی لعنت سے بھری ہوئی اسکی رسوائی کر کہ ایک سال کے عرصہ تک وہ لعنت کا اثر جو عذاب مولم ہے ظاہر ظاہر اسکو پہنچ جائے اَے ایشر تو ایسا ہی کر...... آمین فقط۔ (ایضاً صفحہ 305)

نہ ہی لالہ مرلیدھر صاحب نے اور نہ ہی کسی اور آریہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کیا۔ آئندہ انشاء اللہ ہم آپؑ کے ایک اَور انعامی چیلنج کیساتھ حاضر ہونگے۔ (منصور احمد مسرور)

خطبہ جمعہ

سال 20-2019ء کے دوران جماعت احمدیہ پر نازل ہونے والے افضال کا مختصر تذکرہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی ترقی کا قدم آگے ہی بڑھا ہے

آپؑ کا دعویٰ صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات ونصرت آپؑ کے ساتھ اور آپؑ کی جماعت کے ساتھ ہیں اور کوئی دنیا کی طاقت نہیں جو اس ترقی کو روک سکے

☆ دنیا بھر میں پاکستان کے علاوہ 288 نئی جماعتوں کا قیام ☆ 1040 مقامات پر پہلی مرتبہ احمدیت کا نفوذ ☆ 217 نئی مساجد کی تعمیر جبکہ 93 بنی بنائی مساجد جماعت کو عطا ہوئیں ☆ 97 مشن ہاؤسز تبلیغی سنٹرز کا اضافہ ☆ 114 ممالک میں 111,41 وقارِ عمل کیے گئے جن سے 52 لاکھ 12 ہزار ڈالرز کی بچت ہوئی ☆ مرکزی نمائندگان کے دورہ جات ☆ رقیم پریس کے تحت آٹھ ممالک میں کام کرنے والے چھاپہ خانوں کی کارکردگی ☆ لاکھوں کی تعداد میں کتب، پمفلٹس اور لیف لیٹس وغیرہ کی اشاعت ☆ یسّرنا القرآن کی طرز پر خطِ منظور سے تیار کیے جانے والے خوبصورت قرآنِ کریم کی طباعت ☆ 42 زبانوں میں 407 مختلف کتب، پمفلٹس وغیرہ کی 42 لاکھ 56 ہزار 659 کی تعداد میں طباعت ☆ 29 زبانوں میں 94 تعلیمی وتربیتی اخبارات ورسائل کی کامیاب اشاعت ☆ 24 زبانوں میں دو لاکھ کے قریب کتب کی دنیا کے مختلف ممالک کو ترسیل ☆ مختلف ممالک میں 709 مختلف عناوین پر مشتمل کتب، فولڈرز اور پمفلٹس کی 63 لاکھ 87 ہزار کی تعداد میں مفت تقسیم ☆ قرآنِ کریم کے اطالوی زبان میں ترجمے کی نظرِ ثانی کی تکمیل ☆ صحیح بخاری کے گیارہ جلدوں پر مبنی ترجمہ وشرح کی اشاعت ☆ متعدد کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انگریزی میں ترجمہ ☆ 36 ممالک اور 8 ڈیسکس کی جانب سے 33 زبانوں میں 154 کتب وفولڈرز کی تیاری

مساجد کے قیام اور تبلیغ اسلام کے کاموں کیلئے مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے مخلصین کی جانب سے بے لوث اخلاص اور قربانیوں کا اظہار

سو سال بعد بھی افریقہ کے غریب لوگ اس روایت کو قائم کر رہے ہیں جو آج سے تقریباً اسّی نوے سال پہلے یا سو سال پہلے قادیان کے غریب لوگوں نے قائم کی تھی ...... یہ سچائی نہیں تو اور کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ہی لوگوں کے دلوں میں تحریک پیدا کرتا ہے کہ کس طرح قربانیاں کرنی ہیں

جو چرچ اس علاقے میں مسجد بنانے کی مخالفت کر رہا تھا اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی چرچ میں جماعت کی ''مسجد مریم'' بن چکی ہے

ہمارے راستے میں قرآن کریم کی اشاعت کیلئے اور پڑھنے کیلئے اور رکھنے کیلئے جتنی روکیں پاکستان میں کھڑی کی جارہی ہیں اللہ تعالیٰ اتنے ہی زیادہ بہتر راستے ہمارے لیے کھولتا چلا جارہا ہے

یہ حقیقی تصویر دکھا کر جماعت احمدیہ دشمنوں کو بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم کا قائل کر رہی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور اُسوے کا صحیح ادراک دے رہی ہے اور یہ نام نہاد علماء جو خود کو اسلام کے ٹھیکیدار سمجھتے ہیں یہ دوسروں کو اسلام سے اور قرآن کریم سے متنفر کر رہے ہیں اور پھر ہمارے خلاف ہی باتیں

مخالفین کی کوششیں امید ہے ان شاء اللہ تعالیٰ ایک دن ہوا میں اڑ جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کی تائید ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہوگی اور اب بھی ہے

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 7/اگست 2020ء بمطابق 7/ظہور 1399 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ- اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ-
يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ○ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ○

(الصّف:9-10)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں حالانکہ اللہ ہر حال میں اپنا نور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر ناپسند کریں۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے دین کے ہر شعبے پر کلیۃً غالب کر دے خواہ مشرک برا منائیں۔

آج 7/اگست ہے اور یہ جماعت احمدیہ یوکے کے کیلنڈر کے مطابق جلسہ سالانہ یوکے کا پہلا دن ہے لیکن اس وبا کی وجہ سے جو ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اس سال جلسہ سالانہ کا انعقاد نہیں ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ جلد حالات معمول پر لائے اور اُسی طرح تمام روایات کے ساتھ ہم جلسہ منعقد کر سکیں جس طرح ہمیشہ کرتے رہے اور ایک دوسرے کو مل کر مودّت اور اخوّت کو بڑھائیں اور جلسہ سالانہ کے پروگراموں کو سن کر علمی اور روحانی حالتوں کو بہتر کرنے کے سامان پیدا کر سکیں جس طرح پہلے ہوتے تھے۔ بہرحال اس کمی کو ایم ٹی اے نے کچھ حد تک پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ پروگرام بنایا ہے کہ گذشتہ سال کے مختلف ملکوں کے جلسہ سالانہ میں میری ان تقریروں کو دکھائیں جو مَیں نے کی تھیں۔ اسی طرح کچھ لائیو پروگرام بھی کریں گے۔ امید ہے کہ یہ ان شاء اللہ تعالیٰ احبابِ جماعت کی دینی اور علمی پیاس بجھانے کیلئے مدد کریں گے۔ اس لیے گھروں میں بیٹھ کر ان تین دنوں کے پروگراموں کو خاص طور پر دیکھیں۔ اس کے ساتھ ہی مجھے یہ بھی خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ کے سال کے دوران جماعت پر جو فضل ہوتے ہیں اس کے لیے بجائے یہ کہ گذشتہ سال کی رپورٹ ایم ٹی اے پہ پیش کی جائے مَیں اس سال کی تازہ رپورٹ پیش کروں تا کہ احباب جماعت کے لیے ازدیادِ ایمان کا بھی باعث ہو۔ ان حالات کے باوجود جو گذشتہ چھ سات مہینے سے ہیں گو بعض کام جو باہر نکل کر اور زیادہ بہتر ہو سکتے تھے وہ نہیں ہو سکے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی ترقی کا قدم آگے ہی بڑھا ہے اور خاص طور پر اکثر لوگ جو مجھے لکھتے ہیں کہ اس میں جو خاص تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں وہ تربیت اور جماعتی تعلق ہے۔ اس لحاظ سے اکثروں نے یہی لکھا کہ ان میں بھی اور ان کے بچوں میں بھی جماعت سے تعلق میں بہتری پیدا ہوئی ہے۔ بہرحال جیسا کہ میں نے رپورٹ پیش کرنے کے بارے میں کہا تھا کہ جلسے کے دوسرے دن جو رپورٹ مَیں پیش کرتا تھا اس کا اکثر حصہ گذشتہ سالوں میں بھی وقت کی کمی کی وجہ سے رہ جاتا تھا اور مکمل پیش نہیں ہو سکتی تھی۔ اس دفعہ کیونکہ کچھ موقع میسر آ گیا ہے اس لیے مَیں نے یہ فیصلہ کیا کہ خطبہ جمعہ میں بھی اس رپورٹ کا کچھ حصہ پیش کروں اور پھر کچھ حصہ اتوار کی شام کو یہاں سے براہ راست ہال میں پروگرام کر کے وہاں سے پیش کیا جائے۔ گو کہ آج کے خطبے

اور پرسوں شام ہمارا جو خطاب کا پروگرام ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اس میں بھی مکمل رپورٹ تو شاید پیش نہ ہو سکے لیکن بعض ایمان افروز واقعات پیش ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اس رپورٹ کے خاص نکات پیش کرنے سے پہلے مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو ارشادات پیش کروں گا جو ان آیات کی کچھ حد تک وضاحت کرتے ہیں جو مَیں نے ابھی تلاوت کی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ واضح اور کھلا اعلان بھی سامنے آجاتا ہے کہ اب اسلام کی تبلیغ کے لیے، اس کا نشاۃ ثانیہ کا یہ جو دور ہے وہ آپؑ سے ہی وابستہ ہے اور تمام تر مخالفتوں کے باوجود اسلام کے اس نشاۃِ ثانیہ کے دور میں آپؑ کے اس سلسلے نے ان شاء اللہ تعالیٰ پھلنا ہے، پھولنا ہے اور پھیلنا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اور جو رپورٹ اور واقعات مَیں پیش کروں گا وہ خود بول رہے ہیں کہ آپؑ کا دعویٰ صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات و نصرت آپؑ کے ساتھ اور آپؑ کی جماعت کے ساتھ ہیں اور کوئی دنیا کی طاقت نہیں جو اس ترقی کو روک سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’تخمیناً عرصہ بیس برس کا گزرا ہے کہ مجھ کو اس قرآنی آیت کا الہام ہوا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وہ خدا جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا وہ اپنے دین کو تمام دینوں پر غالب کرے۔‘‘ اور فرمایا ’’اور مجھ کو اس الہام کے یہ معنے سمجھائے گئے تھے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ تا میرے ہاتھ سے خدا تعالیٰ اِسلام کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور اِس جگہ یاد رہے کہ یہ قرآن شریف میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی نسبت علماء محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہوگی۔ سو جس قدر اولیاء اور ابدال مجھ سے پہلے گذر گئے ہیں کسی نے ان میں سے اپنے تئیں اِس پیشگوئی کا مصداق نہیں ٹھہرایا۔ اور نہ یہ دعویٰ کیا کہ اس آیت مذکورہ بالا کا مجھ کو اپنے حق میں الہام ہوا ہے۔ لیکن جب میرا وقت آیا تو مجھ کو یہ الہام ہوا اور مجھ کو بتلایا گیا کہ اِس آیت کا مصداق تُو ہے اور تیرے ہی ہاتھ سے اور تیرے ہی زمانہ میں دینِ اسلام کی فوقیت دوسرے دینوں پر ثابت ہوگی۔‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 231-232 معہ حاشیہ)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ

’’یہ صرف اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے۔ یہی ہے جس کا ربیع ہمیشہ آتا ہے۔‘‘ یعنی بہار کا موسم اس میں ہمیشہ آتا ہے’’ جبکہ اس کے درخت سرسبز ہوتے ہیں اور شیریں اور لذیذ پھل دیتے ہیں۔ اس کے سِوا اَور کوئی مذہب یہ خوبی نہیں رکھتا۔ اگر اس میں سے یہ خوبی نکال دی جاوے تو یہ بھی مردہ ہو جاتا۔ مگر نہیں وہ زندہ مذہب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں اس کی زندگی کا ثبوت دیا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس نے اپنے فضل سے اس سلسلہ کو اسی لیے قائم کیا ہے تا وہ اسلام کے زندہ مذہب ہونے پر گواہ ہو اور تا خدا کی معرفت بڑھے اور اس پر ایسا یقین پیدا ہو جو گناہ اور گندگی کو بھسم کر جاتا ہے اور نیکی اور پاکیزگی پھیلاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 154-155 ایڈیشن 1984ء)

ان اقتباسات کے بعد اب مَیں کچھ رپورٹ کے حصے پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال دنیا بھر میں پاکستان کے علاوہ جو نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں انکی تعداد 288 ہے اور ان نئی جماعتوں کے علاوہ ایک ہزار نئے مقامات پر بلکہ ایک ہزار سے زیادہ 1040 نئے مقامات پر پہلی بار احمدیت کا پودا لگا ہے۔ نئے مقامات پر جماعت کے نفوذ اور نئی جماعتوں کے قیام میں سیرالیون سرِفہرست ہے جہاں 40 نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ اس کے بعد کونگو کنشاسا ہے یہاں 31 جماعتیں قائم ہوئیں۔ تیسرے نمبر پر گھانا ہے جہاں 23 نئی جماعتیں بنی ہیں اور اس کے علاوہ بہت سارے دوسرے ملک ہیں جہاں دس، بارہ، آٹھ، نو، دو، تین جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ ان میں گیمبیا، لائبیریا، بینن، آئیوری کوسٹ، نائیجر، سینیگال، گنی بساؤ، تنزانیہ، گنی کناکری، نائیجیریا، ٹوگو، ساؤتومے، کیمرون، ترکی، کونگو برازاویل، یوگنڈا اور اسی طرح اَور بھی بہت سارے ملک ہیں۔

ہمارے کونگو کنشاسا کے لوکل مربی معلم حمید احمد کہتے ہیں کہ ایک گاؤں ہے لوبی چاکُو (LOBI TSHAKU) اسکے سنّی امام عثمان صاحب نے جب ریڈیو ایف ایم پر ہمارا تبلیغی پروگرام سنا تو ہماری مسجد پہنچ گئے اور مختلف سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔ اس پر ان کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیے گئے۔ نیز ان کو جماعت کا سواحیلی ترجمہ قرآن بھی دیا گیا اور دیگر جماعتی کتب بھی دی گئیں۔ ان کتب کے مطالعہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے بیعت کر لی اور وعدہ کیا کہ اپنے گاؤں جا کر جماعت کا پیغام دیں گے۔ اللہ کے فضل سے ان کی تبلیغ سے اس گاؤں میں بیس افراد پر مشتمل ایک نئی مخلص جماعت قائم ہو چکی ہے۔

پھر گیمبیا کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ رمضان کے مہینے میں ایک ریجن میں وہاں کے معلم سلسلہ نے اور صدر جماعت نے ایک تبلیغی پروگرام بنایا اور اس کے لیے جب کسی گاؤں میں گئے تو وہاں تبلیغی پروگرام کے بعد گاؤں کے ایک بزرگ نے کہا کہ مَیں آپ لوگوں کی آمد سے بہت خوش ہوں کیونکہ یہ تبلیغی کام جو آپ لوگ کر رہے ہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہیں۔ آپ لوگ اس سنت پر عمل کر رہے ہیں اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مدینے سے ہجرت کی تھی۔ افریقنوں کا ایک اپنا انداز ہے۔ مثالیں پیش کرتے ہیں۔ وہ (مثال) دیتے ہیں کہ مکے سے ہجرت کی اور مدینہ اس لیے آئے کہ اسلام پھیلے۔ اسی طرح آپ لوگ بھی باہر نکلے ہیں اور ہر جگہ اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں اور یہی سنت ہے اور یہی طریقہ ہے صحیح اسلام کی تبلیغ کا اور ہم لوگ آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں اور آپ لوگوں نے امام مہدی علیہ السلام کی جو تعلیمات پیش کی ہیں یہی حقیقی اسلام ہے۔ ہم سب ایمان لاتے ہیں اور حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو وہی امام مہدی مانتے ہیں جس کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو فیملیز کے کل 19 افراد نے بیعت کی اور احمدیت میں داخل ہوئے۔

امیر صاحب لائبیریا لکھتے ہیں کہ ہمارے مشنری نے خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے حوالے سے مالی قربانیوں کی اہمیت بیان کی تو وہاں کچھ غیر احمدی مسلمان بھی نماز پڑھنے آتے ہیں۔ جب احمدی اپنے نام لکھوا رہے تھے تو ایک شخص آیا اور اس نے پچاس لائبیرین ڈالر دیے اور بغیر بتائے چپ کر کے چلا گیا۔ جب اس کا پتہ کیا گیا تو پتہ لگا کہ وہ ساتھ کے گاؤں کا آدمی تھا اور جب اس نے خطبہ سنا اور قربانی کے واقعات سنے اور اہمیت سنی تو متاثر ہوا اور اس نے بھی چندہ دے دیا۔ جب ہمارے معلم کو، مشنری کو پتہ لگا تو یہ وہاں گئے، ان کا شکریہ ادا کیا اور مل رہے تھے تو اس دوران میں گاؤں کے دوسرے لوگ بھی جمع ہو گئے اور جب انہوں نے باتیں سنیں تو بڑے متاثر ہوئے اور وہاں کے جو امام تھے وہ بھی بڑے متاثر ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ لوگ چند دن بعد دوبارہ آئیں۔ مَیں دو تین گاؤں کو اکٹھا کروں گا آپ وہاں تبلیغ کریں۔ چنانچہ مقررہ دن ہمارا تبلیغی وفد وہاں پہنچا۔ وہاں تینوں دیہات کے لوگ جمع تھے اور جماعت کے عقائد کے بارے میں بتایا گیا۔ قیام کی غرض اور اس کی تفصیل بتائی گئی۔ کہتے ہیں پھر اس کے بعد سوالات کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہوا جو سارا دن جاری رہا۔ جب ہر لحاظ سے تسلی ہو گئی تو تینوں گاؤں کے اماموں نے اپنے تمام لوگوں کے سمیت احمدیت میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تینوں گاؤں میں جماعتیں قائم ہو گئیں۔

لائبیریا سے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں کالانگور (KULANGOR) میں جمعے کے روز تبلیغ کے لیے گئے۔ مَیں نمازِ جمعہ سے کوئی دو گھنٹے پہلے وہاں پہنچ گیا اور ابتدائی گفتگو کے وقت پتہ چلا کہ لوگ جمعہ کی نماز اپنی مسجد میں ادا نہیں کرتے بلکہ قریبی بڑے گاؤں میں جمعہ ہوتا ہے جس میں دو تین افراد یہاں سے بھی چلے جاتے ہیں اور باقی سارا گاؤں مسلمان ہونے کے باوجود جمعہ کی برکات سے محروم رہتا ہے۔ جب وجہ پوچھی تو گاؤں والوں نے بتایا کہ بڑے امام نے ہمیں کہا ہے کہ مسجد میں جمعہ شروع کرنے سے پہلے تین بکریاں ذبح کرنی ضروری ہوتی ہیں اور پھر جب بکریاں ذبح ہو جائیں اور گوشت بھی امام صاحب کو پہنچ جائے تو پھر وہ کسی کو امام مقرر کر دیتے ہیں جو جمعہ پڑھائے گا۔ ان کو بڑا قائل کرنے کی کوشش کی کہ یہ غلط ہے۔ اسلام میں کوئی ایسی شرط نہیں ہے۔ نماز جمعہ کی برکات کے بارے میں بتایا اور ان کو کہا کہ اچھا آج ہم آپ کو بغیر بکریاں ذبح کیے جمعہ پڑھا دیتے ہیں۔ کیونکہ گاؤں کے لوگ تھے وہمی بھی ہوتے ہیں، توہّم پرست بھی ہوتے ہیں، علم بھی ان کو دین کا نہیں ہے ان کو بڑا خوف اور خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں مولوی کی نافرمانی نہ ہو جائے اور ہم گناہ گار نہ بن جائیں اور اس کے نتیجے میں ہم پر کوئی عذاب نہ نازل ہو جائے جس طرح مولوی ڈراتے ہیں لیکن بہرحال جب ان کو بہت زیادہ زور دیا گیا تو وہ مان گئے اور جمعہ پڑھایا گیا۔ سب لوگ اس میں شامل ہوئے۔ جمعہ کے بعد جماعت کا تفصیلی تعارف ہوا۔ سوال و جواب بھی ہوئے۔ لوگوں کے ذہنوں میں چونکہ امام صاحب کی، بڑے امام کی سرزنش کا بھی خیال تھا اس لیے مبلغ نے ان کو کہا کہ اگر کوئی سوال کرے کہ ایسے جمعہ کیوں پڑھا ہے تو آپ لوگ صرف ان سے یہ پوچھیں کہ بتاؤ یہ کہاں لکھا ہے کہ جمعہ پڑھنے سے پہلے بکروں کا ذبح کرنا ضروری ہے۔ پھر جب مولوی کو پتہ چلا کہ وہاں جمعے کی نماز ہو گئی ہے تو پوچھ گچھ کے لیے وہاں پہنچ گیا اور بڑا ناراض ہوا۔ گاؤں والوں نے یہی سوال کیا کہ ہمیں دکھائیں کہاں لکھا ہوا ہے کہ جمعہ سے پہلے بکرے ذبح کرنا ضروری ہے اور وہ بھی تین بکرے۔ بعد میں ہمارے لوکل مشنری نے گاؤں کے ایک شخص کو جمعہ پڑھنے کا طریق سکھا دیا۔ اب باقاعدہ وہاں جمعہ ہوتا ہے اور لوگوں نے بھی اس مولوی کو چھوڑ دیا ہے اور سب نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ حقیقی اسلام یہی ہے جو جماعتِ احمدیہ نے ہمیں سکھایا ہے نہ کہ وہ جو مولوی ہمیں بتاتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے ان میں سے اکثر لوگ جماعت میں شامل ہو گئے اور اللہ کے فضل سے یہاں نئی جماعت کا قیام ہوا۔

عجیب عجیب نئی بدعات ہیں جو ان لوگوں نے مذہب کے نام پہ شروع کی ہوئی ہیں اور اسی طرح یہ کم علم لوگوں کی، بیچاروں کی غلط رہ نمائی کرتے ہیں۔

فلپائن سے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ ’’سالوپینگ‘‘ (Saluping) کا علاقہ شدت پسند مسلمانوں کی وجہ سے مشہور ہے اور تبلیغی جماعت کی سرگرمیاں بھی یہاں کافی تیز ہیں۔ اس علاقے میں ہمارے ایک معلم صاحب کے سسرالی رشتہ دار بھی رہتے ہیں۔ معلم صاحب نے جب اپنے رشتہ داروں کو تبلیغ کی تو ان کی طرف سے مثبت جواب ملا تو نیشنل سطح پر یہاں تبلیغ کا پروگرام بنایا گیا اور تین معلمین اور تین داعیان کی ایک ٹیم ایک ہفتے کے لیے اس علاقے میں بھیجی گئی۔ لوکل مسلمانوں کی طرف سے مخالفت کا سامنا ہوا جس طرح عموماً ہوتا ہے لیکن اس مخالفت کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے تئیس افراد بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔

سینیگال کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک ریجن ہے تانبا کنڈا۔ اس میں ہمارا تبلیغی وفد گیا۔ ایک قصبے میں گیا تو وہاں جا کر معلوم ہوا کہ وہاں پہلے سے ہی دو فرقوں تیجانیہ اور مریدیہ کے مابین بحث جاری ہے۔ وہاں کے امام نے ہمارے وفد کے ایک ممبر کو کہا کہ ان میں سے کوئی فرقہ حق پر نہیں۔ ہم انتظار کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے سنا ہے کہ ایک سچا امام آنے والا ہے ہم اس کو تسلیم کریں گے۔ جب ہمارے وفد نے تبلیغ کی اور سوال و جواب کیے تو ہمارے وفد کے پاس مولانا نذیر مبشر صاحب کی کتاب ’القول الصریح فی ظھور المہدی والمسیح‘ تھی اور قاعدہ یسّرنا القرآن بھی تھا۔ دونوں اس امام نے خرید لیے اور وفد نے تبلیغ کی اور واپس آ گئے۔ دو دن کے بعد امام نے فون کر کے بلایا اور کہا کہ ہمیں منڈنگا زبان کا ترجمہ قرآن بھی چاہیے وہ بھی انہوں نے منگوایا۔ جب دوسری مرتبہ ہمارا وفد وہاں گیا تو اس نے ہمارے وفد سے کہا کہ ہم جس مذہب کے انتظار میں تھے وہ یہی احمدیت ہے کیونکہ مَیں نے آپ کی کتاب اور قرآن کریم کا ترجمہ اپنی زبان میں پڑھا ہے۔ اس طرح یہ سارا گاؤں احمدیت میں داخل ہو گیا اور نئی جماعت کا قیام عمل میں آیا اور پھر قاعدے بھی وہاں دیے گئے، ان کو قرآن کریم بھی دیے گئے تا کہ ان کو قرآن کریم پڑھنا سکھایا جائے۔

گوئٹے مالا کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ کوبان شہر میں یہاں سے دس کلومیٹر کا ایک علاقہ ہے وہاں دورانِ سال پہلی دفعہ جماعت کا تعارف ہوا۔ وہاں دو مرتبہ دورہ کر کے اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا اور انہیں جلسہ سالانہ گوئٹے مالا پر دعوت دی گئی۔ ان میں سے ایک فیملی کے تین افراد جلسہ سالانہ گوئٹے مالا پر آئے اور بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔ اس طرح یہاں ایک نئی جماعت کا آغاز ہوا ہے اور یہ فیملی اپنے دوسرے فیملی کے لوگوں کو احمدیت کا

پیغام پہنچا رہی ہے، تبلیغ کر رہی ہے۔

سینیگال کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ وہاں دس جگہوں پر ایک ریجن میں لوکل معلمین اور مشنریز کے تحت ہفتے میں ایک گھنٹہ ریڈیو کا پروگرام ہوتا ہے اور ایک گھنٹہ میرا خطبہ مسلسل نشر ہوتا ہے۔ یہ تبلیغ کا بہت اہم ذریعہ ہے۔ ان پروگراموں میں لوگ فون کر کے سوال و جواب بھی کرتے ہیں۔ اس ذریعے سے اس سال بیس دیہات میں جماعتِ احمدیہ کا پودا لگ چکا ہے۔ لوگ نہ صرف احمدیت کی طرف مائل ہو رہے ہیں بلکہ خود ہی فون کر کے اپنے ہاں آنے کی دعوت بھی دیتے ہیں۔

کبابیر کے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنوبی فلسطین کے شہر میں چند سالوں سے احمدی تو رہتے ہیں لیکن وہاں منظم جماعت قائم نہیں تھی۔ اللہ کے فضل سے اس سال کے دوران یہاں باقاعدہ جماعت کا قیام عمل میں آیا ہے اور الخلیلجو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جگہ ہے اور یہاں حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ اور ان کی ازواجِ مطہرات کی قبریں بھی ہیں۔ یہ پرانا تاریخی شہر ہے۔ اس شہر میں اور ارد گرد کے گاؤں میں ہمارے 27/احمدی افراد رہتے ہیں، باقاعدہ جماعت قائم کر دی گئی ہے اور ایک احمدی نے اپنے گھر کا ایک حصہ بطور مسجد کے الگ کیا ہے کہ یہاں نمازیں پڑھا کریں۔

نئی مساجد کی تعمیر اور جماعت کو عطا ہونے والی مساجد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی مجموعی تعداد 217 ہے جن میں سے 124 نئی مساجد تعمیر ہوئی ہیں اور 93 بنی بنائی ملی ہیں اور اس میں یوکے اور فرانس اور جرمنی اور ہندوستان اور انڈونیشیا اور گھانا اور نائیجیریا اور سیرالیون اور بینن، برکینا فاسو، لائبیریا، آئیوری کوسٹ، گنی بساؤ، تنزانیہ، یوگنڈا، مالی، کونگو کنشاسا، کیمرون، سینیگال، گنی کناکری، ٹوگو، چاڈ، زیمبیا، آسٹریلیا وغیرہ شامل ہیں۔ دنیا کے بہت سارے ملکوں میں تقریباً تین براعظموں میں بلکہ چار براعظموں میں ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجدوں کی یہ توفیق ملی۔

گوئٹے مالا میں 31 سال کے وقفے کے بعد دوسری مسجد کی تعمیر ہوئی ہے اور پہلی مسجد جس کا نام 'بیت الاول' تھا وہ 1989ء میں، (eighty nine میں) تعمیر ہوئی تھی۔ اس طرح 31 سال کے بعد یہ دوسری مسجد جس کا نام مسجد نور ہے کابون کے علاقے میں تعمیر ہوئی ہے۔ اس علاقے میں 2015ء میں احمدیت کا پیغام پہنچا تھا۔ یہ علاقہ گوئٹے مالا میں ہمارے مرکز سے 328 کلومیٹر دور ہے اور 70 کلومیٹر کا پہاڑی راستہ ہے اور سڑک بھی کچی ہے اور چھوٹی ہے اور بہت خطرناک ہے۔ مسجد کی بنیاد دسمبر 2019ء میں رکھی گئی تھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ کی تقدیر اس طرح ظاہر ہوئی کہ وہاں سڑک کی تعمیر بھی شروع ہوئی اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ستر کلومیٹر کا رستہ بھی بہت بہتر ہو گیا ہے اور سڑک کو کشادہ کرنے کا کام بھی جاری ہے۔ اس مسجد میں 170 نمازیوں کی گنجائش ہے۔ ایک مینار بھی تعمیر ہوا ہے جس کی اونچائی ساڑھے آٹھ میٹر ہے۔ مسجد کے ساتھ دو منزلہ مشن ہاؤس بھی تعمیر ہوا ہے۔ گراؤنڈ فلور پر لائبریری اور دفتر ہے۔ فرسٹ فلور پر رہائشی حصہ تعمیر کیا گیا ہے۔ جماعتی کچن بنایا گیا ہے۔ مردوں عورتوں کے علیحدہ علیحدہ واش رومز وغیرہ جس طرح ہماری مساجد میں ہوتا ہے یہ سب کچھ ہے اور یہ اونچی جگہ ہونے کی وجہ سے دُور سے نظر آتی ہے۔

ناروے میں جماعت کرسچن سانڈ (Kristiansand) میں امسال ایک چرچ کی عمارت بطور مسجد خریدی گئی ہے اور اس شہر میں جولائی 2017ء میں ایک عمارت خریدی گئی تھی جو ایک کمپنی کا آفس تھا۔ وہاں نمازیں پڑھنے اور اجلاسات کرنے کا آغاز کر دیا گیا تھا۔ اس جگہ کو مسجد بنانے کے منصوبے کا آغاز اور نقشے وغیرہ بنانے کا کام جب شروع کیا گیا اور جب یہ حکومتی اداروں میں پیش کیے گئے تو ارد گرد کی آبادی نے اس کی مخالفت کی اور اخبارات میں بھی اس مخالفت کا کثرت سے ذکر آیا۔ تقریباً دو سال یہ سلسلہ چلتا رہا۔ مخالفت ہوتی رہی۔ اس کے قریب ہی ہمسایہ میں ایک چرچ بھی واقع ہے۔ چرچ کے لوگوں نے بھی مسجد بننے کی پُرزور مخالفت کی لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر اس طرح غالب آئی کہ وہی چرچ جو ہماری مخالفت کر رہا تھا اس کی انتظامیہ سے اپنا چرچ نہ سنبھالا گیا اور انہوں نے چرچ بیچنے کا فیصلہ کیا۔ کونسل سے کہا کہ وہ چرچ بیچنا چاہتے ہیں۔ اس پر کونسل نے اسے مشورہ دیا کہ وہ جماعت احمدیہ سے رابطہ کر لیں ہوسکتا ہے کہ وہ یہ چرچ خرید لیں۔ چنانچہ اس پر انہوں نے ہمارے مبلغ سے رابطہ کیا۔ اس پر سارا جائزہ لے کر انہوں نے مجھے رپورٹ پیش کی اور میری منظوری سے پھر یہاں چرچ کی عمارت بطور مسجد خرید لی گئی اور اس سال 25/فروری کو اللہ کے فضل سے چرچ کی چابی مل گئی ہے۔ وہی چرچ جو اس علاقے میں مسجد بنانے کی مخالفت کر رہا تھا اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی چرچ میں جماعت کی ''مسجد مریم'' بن چکی ہے اور اس پر حکومتی اخراجات شامل کر کے جو اخراجات ہوئے ہیں وہ تقریباً دس ملین نارویجن کرونز ہیں۔

ملاوی میں پہلی مسجد کی تعمیر ہوئی ہے۔ یہاں کے ایک ڈسٹرکٹ Mangochi کے Mwala نامی علاقے میں جماعت کی پہلی مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ امیر صاحب تنزانیہ لکھتے ہیں کہ مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر سے قبل اہل علاقہ کو اعتماد میں لیا گیا۔ وہ سب اپنے گاؤں میں مسجد کی تعمیر سے نہایت خوش تھے لیکن بعض شر پسندوں نے وہاں حملہ کر دیا اور تعمیراتی سامان وغیرہ اٹھا کر لے گئے۔ اس کی وجہ سے پولیس کے حکم سے کچھ دن تعمیر روک دی گئی۔ جب دوبارہ تعمیر کا آغاز ہوا تو گاؤں کے لوگوں کو بتایا گیا کہ حالات کی سنگینی کیا ہے اور اب متحد ہو کر اس کی حفاظت کریں۔ ان کو توجہ دلائی گئی تاکہ دوبارہ کوئی ایسی کارروائی نہ ہو۔ سب نے کہا کہ واقعۃً یہ مسجد ہمارے گاؤں کے لیے ایک نعمت سے کم نہیں۔ ہم سب مل کر اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ اس کی تعمیر ہو اور کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے، جماعتی ممبران جو وہاں ہیں انہوں نے ارد گرد کے لوگوں سے تبلیغی روابط بھی بڑھائے اور احمدیت کی امن پسند اور محبت والی تعلیم جو ہے جو اسلام کی حقیقی تعلیم ہے اس سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ بہرحال جب وہ مسجد مکمل ہوئی اور اس کی افتتاحی تقریب منعقد کی گئی تو مجموعی طور پر یہاں تقریباً ساڑھے چار سو کے قریب احباب شامل ہوئے جن میں وہاں کے مختلف زون سے 13 چیف بھی آئے ہوئے تھے۔ پولیس انسپکٹر تھے، دیگر مساجد کے امام بھی تھے۔ اور اس موقعے پر غیر از جماعت نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ ہمیں احمدیوں کے بارے میں غلط طور پر بتایا گیا تھا کہ یہ مسلمان نہیں ہیں اور ان کا طریق عبادت بھی مسلمانوں سے مختلف ہے لیکن یہاں آکر ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ آپ نہ صرف مسلمان ہیں بلکہ دیگر مسلمانوں کو بھی امن کے ساتھ رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اس طرح مختلف پروگراموں کے نتیجے میں اس علاقے کے تین دیہات میں ایک ہزار سے زائد افراد بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے جن میں اپنے اپنے زون کے چیفس بھی شامل ہیں۔

مسجد بیت العافیت میکسیکو (Mexico)

میکسیکو کے دارالحکومت میکسیکو سٹی میں چند سال قبل ایک عمارت بطور سینٹر خریدی گئی تھی۔ یہ میکسیکو میں جماعت کی پہلی خریدی ہوئی پراپرٹی ہے۔ یہ عمارت تین منزلہ ہے۔ اس عمارت کے گراؤنڈ فلور کو بطور مسجد تیار کیا گیا ہے۔ اس فلور پر مردوں اور عورتوں کے لیے نماز کا ہال ہے، لائبریری ہے اور جماعتی دفتر ہے اور چند کمرے ہیں جو مختلف کلاسوں کے لیے استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ دوسری منزل پر مربی سلسلہ کی رہائش ہے اور تیسری منزل حسب ضرورت بعد میں استعمال میں لائی جائے گی۔

بیلیز (Belize) اور بعض اَور جگہوں پر بھی مساجد زیر تعمیر ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ وہ بھی جلد مکمل ہو جائیں گی۔ جو ابھی زیر تعمیر ہیں اور تقریباً تکمیل کے مراحل میں ہیں ان کا میں ذکر نہیں کر رہا۔

امیر صاحب مالی لکھتے ہیں کہ مالی کی ایک جماعت ڈیما (Diema) ہمارے مرکز باماکو سے تین کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں چار سال قبل مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا اور جب یہ کام آخری مراحل میں تھا۔ مینار اور فنشنگ (finishing) وغیرہ کا کام رہتا تھا تو گاؤں کے چیف کی طرف سے کہا گیا کہ مسجد کا کام روک دیا جائے اور مخالفت کی وجہ سے لوگوں نے احمدیت کے بارے میں غلط باتیں گاؤں کے چیف اور میئر وغیرہ سے کیں۔ بہرحال کام روک دیا گیا اور تین سال تک کوشش ہوتی رہی۔ آخر تین سال کے بعد چیف سے رابطوں اور مختلف ذرائع سے ان کو قائل کرنے سے وہاں مسجد کی اجازت مل گئی اور چیف نے اس بات کی بڑی تعریف کی کہ آپ لوگوں نے تین سال بڑے صبر سے کام لیا ہے اور جبکہ آپ لوگ اپنے اوپر کے تعلقات استعمال کر کے یہاں مسجد بنا سکتے تھے اور وہابیوں کی اس نے مثال دی کہ ان کو بھی یہاں روکا گیا تھا لیکن انہوں نے اپنے بعض رابطے استعمال کر کے مسجد بنا لی تھی اور آپ بھی کر سکتے تھے لیکن جس طرح آپ لوگوں نے صبر سے کام لیا ہے اس پہ ہمیں آپ کی بڑی قدر ہے اور گاؤں کے چیف اور ان کے نائبین نے بار بار جماعت سے معافی مانگی کہ ہم اتنی لیٹ آپ کو اجازت دے رہے ہیں اور انہوں نے کہا کہ اب ہم نے متفقہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ لوگ مسجد کا کام مکمل کروائیں اور نمازیں شروع کر لیں اور اب اللہ کے فضل سے باقاعدہ اس مسجد میں نمازیں شروع کر دی گئی ہیں۔

امیر صاحب تنزانیہ لکھتے ہیں کہ ان کا ایک ریجن ہے جس میں اس سال دو جماعتوں میں اللہ کے فضل سے مسجدیں بنانے کی توفیق ملی۔ ان مساجد کی تعمیر سے قبل قریبی گاؤں سے سنی علماء یہاں آکر لوگوں کو گمراہ کرتے تھے کہ جماعت احمدیہ ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔ اس کے پاس مسجد بنانے کی طاقت نہیں ہے۔ انہوں نے اس سے پہلے بھی قریبی گاؤں میں دو مسجدیں بنائی ہیں بس وہی کافی ہیں۔ ان سے اَور مسجد کوئی نہیں بنی۔ لیکن کچھ ہی عرصے بعد جب اس گاؤں میں بھی مسجد کی تعمیر کا آغاز ہوا تو حیران رہ گئے اور لوگوں کو کہنے لگے لگتا ہے ان لوگوں کے پاس کوئی خاص طاقت ہے جو اتنے کم عرصے میں بڑی خوبصورت مسجدیں بنا لیتے ہیں۔ ہم سے تو یہاں ایک ٹینٹ بھی نہیں لگایا گیا جہاں ہم نماز ادا کر سکیں۔ پھر انہوں نے دوسرے حربے استعمال کرنے شروع کر دیے اور لوگوں میں خوف پھیلانا شروع کر دیا کہ احمدیوں سے بچ کر رہو۔ ان کے ارادے یہ ہیں کہ یہ سارے علاقے پہ قبضہ کر لیں گے اور یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے اور مسجدیں بنائیں گے۔ لیکن بہرحال لوگوں نے ان کی کوئی پروا نہیں کی۔

مبلغ برکینا فاسو لکھتے ہیں کہ کاری جماعت میں جہاں مسجد کی تعمیر کا کام ہو رہا تھا وہاں ہر فرد ہی مسجد کی تعمیر میں ایک علیحدہ جذبے سے حصہ لے رہا تھا اور لوگوں کو چندہ کی تحریک بھی کی جا رہی تھی۔ ہر کوئی اپنے اپنے رنگ میں اس نیکی میں شامل ہو رہا تھا۔ ایک دن دو بڑی عمر کے احمدی آئے۔ ان کے ہاتھ میں دو مرغ تھے اور کچھ انڈے لیے ہوئے تھے۔ اور انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس صرف یہی ہے۔ دو مرغے ہیں اور یہ انڈے ہیں۔ اس کو ہی ہماری طرف سے مسجد کے لیے بطور چندہ سمجھ لیں تاکہ ہم بھی اس نیک کام میں شامل ہو جائیں۔ چنانچہ معلم صاحب نے ان کو اس کی رسید دی۔

سو سال بعد بھی افریقہ کے غریب لوگ اس روایت کو قائم کر رہے ہیں جو آج سے تقریباً اسّی نوے سال پہلے یا

ارشاد باری تعالیٰ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ (الطور:22)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان کی بدولت ان کی پیروی کی ان کے ساتھ ہم ان کی اولاد کو بھی ملا دیں گے جبکہ ان کے عمل میں سے انہیں کچھ بھی کم نہیں دیں گے۔ ہر شخص اپنے کمائے ہوئے کا رَہین ہے۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

سوسال پہلے قادیان کے غریب لوگوں نے قائم کی تھی اور اگر کوئی دیکھے، عقل کی آنکھ سے دیکھے اور سعادت اُس میں ہو توخود ہی اس کو پتہ لگ جائے گا کہ یہ سچائی نہیں تو اَور کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ہی لوگوں کے دلوں میں تحریک پیدا کرتا ہے کہ کس طرح قربانیاں کرنی ہیں۔

تنزانیہ کے اِرِنگا (Iringa) ریجن کے معلم احمد صاحب لکھتے ہیں کہ اپریل 2020ء میں چند خدام کے ساتھ ایک قریبی گاؤں میں گیا اور لوکل گورنمنٹ سے اجازت لے کر پبلک مقام پر دوپہر ایک بجے سے شام چھ بجے تک تبلیغی لیکچر کا انعقاد کیا۔ لیکچر کے بعد حاضرین کے سوالات کے جوابات دیے گئے۔ اس پروگرام کے آخر میں ایک بہتّر سالہ خاتون حلیمہ صاحبہ اپنے ہاتھ میں ایک فائل لیے ہوئے آئیں اور کہا کہ مَیں مسلمان ہوں اور لمبے عرصے سے یہاں پہ رہائش پذیر ہوں۔ مَیں نے کبھی کسی کو اسلام کی تبلیغ کے لیے یہاں آتے نہیں دیکھا اور اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل معلم کو دیتے ہوئے کہا کہ یہ میرا رہائشی پلاٹ ہے۔ اس کے کاغذات ہیں۔ یہ اس کی رجسٹریشن وغیرہ ہے۔ جب آپ کی جماعت یہاں تیار ہو جائے اور آپ مسجد تعمیر کرنا چاہیں تو میرا پلاٹ حاضر ہے۔ یہ ملکیت مَیں آپ کو دیتی ہوں۔ چنانچہ اب وہاں احباب جماعت کے وقارِ عمل سے مسجد کی تعمیر شروع ہو گئی ہے۔ انہوں نے اینٹیں وغیرہ بنا لی ہیں اور جو کام کر رہے ہیں ان میں اس بڑھیا خاتون کے بیٹے بھی شامل ہیں۔ اس طرح خدا تعالیٰ نیک فطرت لوگوں کے دل میں ڈالتا ہے جو مددگار بن کے آتے ہیں۔

برکینا فاسو کی ایک جماعت ہے کاری۔ وہاں کی ایک خاتون زینب صاحبہ ہیں وہ کہتی ہیں کہ میں بی اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد دو سال تک نرس بننے کے لیے ٹیسٹ دیتی رہی لیکن کامیاب نہ ہو سکی۔ میں نے اور میرے خاوند نے ایک پرائیویٹ نرسنگ سکول میں داخلے کے لیے پیسے جمع کرنے شروع کر دیے اور اس دوران ٹیسٹ بھی دیتی رہی لیکن امید نہ تھی کہ داخلہ ہو گا۔ اسی دوران کاری کی مسجد کے لیے چندے کی تحریک کی گئی تو ہم نے جو رقم تعلیم کے لیے جمع کی تھی وہ چندے میں ادا کر دی اور داخلے کا ارادہ کچھ دیر کے لیے ترک کر دیا۔ کہتی ہیں ابھی اس بات کو دو ہفتے بھی نہیں ہوئے تھے کہ مجھے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے فون آیا کہ آپ کی ڈائریکٹ سلیکشن ہو گئی ہے۔ آپ کی تعلیم کے تمام اخراجات گورنمنٹ خود ادا کرے گی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے ایمان میں اضافے کا بھی سامان پیدا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال 97 مشن ہاؤسز کا بھی اضافہ ہوا اور مشن ہاؤسز میں یا تبلیغی سینٹر میں پہلا نمبر گھانا کا ہے۔ پھر انڈونیشیا ہے۔ پھر بھارت ہے۔ پھر سیرالیون ہے۔ پھر کونگو کنشاسا، کونگو برازاویل، برکینا فاسو، آئیوری کوسٹ، مالی۔ اس کے علاوہ بہت سارے دوسرے ملک آسٹریلیا، بنگلہ دیش، بیلیز، کینیڈا، گیمبیا، گوئٹے مالا، گنی بساؤ، میسیڈونیا، ملاوی، ناروے، ساؤتومے، ٹونگا، ترکی ہیں، یہاں بھی ایک ایک مشن ہاؤس کا اضافہ ہوا ہے۔

تنزانیہ کے سِمیُو (Simiyu) ریجن سے معلم لکھتے ہیں کہ گذشتہ سال قائم ہونے والی جماعت میں اس سال مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر ہوئی۔ اس دوران عیسائیوں کے ایک پادری نے پوچھا کہ یہ گھر کس لیے بنایا جا رہا ہے؟ انہیں بتایا گیا کہ جماعت کے معلم کی رہائش ہے اس پر انہوں نے حیرت کا اظہار کیا کہ اس گاؤں میں عیسائیوں کے چھ چرچ ہیں اور اکثر فرقے لمبے عرصے سے اس گاؤں میں آباد ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی یہ توفیق نہیں ہوئی کہ اپنے پادری کی رہائش تعمیر کر سکیں۔ یقیناً آپ لوگ اپنے مذہبی رہنماؤں کی عزت اور احترام کرتے ہیں اور اپنے ماٹو ''محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں'' پر پورا عمل کرتے ہیں اور یہ مثال دوسروں کو بھی اپنانی چاہیے۔

جماعت احمدیہ کا ایک خصوصی امتیاز وقارِ عمل ہے۔ اس سال افریقہ کے مختلف ممالک میں جو مساجد اور مشن ہاؤسز بنائے گئے اور دوسرے کام کیے گئے اس میں 148 ممالک سے موصولہ رپورٹ کے مطابق 114 ملکوں میں کل 41,111 وقارِ عمل کیے گئے جن کے ذریعے سے 52 لاکھ 13 ہزار یو ایس ڈالرز کی بچت ہوئی ہے۔ افریقہ میں جو مسجد بنتی ہے اب اگر اس کے اخراجات کو دیکھیں تو اس کا مطلب ہے تقریباً وقارِ عمل کی رقم سے جو بچت ہوئی ہے اس سے دس مزید مسجدیں بنانے کی اللہ تعالیٰ نے جماعت کو توفیق دے دی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ ہمارے پیسے میں بھی برکت ڈالتا ہے۔

مرکزی نمائندگان کے دورہ جات ہوئے اور دنیا کے بے شمار ملکوں میں دورے ہوئے جہاں مرکزی نمائندگان گئے۔ ان کی تفصیل لمبی ہے چھوڑ دیتا ہوں۔ اللہ کے فضل سے ان دوروں کا وہاں مثبت اثر ہوا۔

رقیم پریس کے ذریعے سے بھی افریقہ میں کام ہو رہا ہے جہاں رقیم پریس یوکے کے under، کے زیر انتظام بہت سارے پریس چل رہے ہیں اور اس سال فارنہم کا جو ہمارا رقیم پریس ہے صرف اس میں جو کتب چھپی ہیں وہ تین لاکھ ساٹھ ہزار دو سو چالیس ہیں۔ اس کے علاوہ رسالہ ''موازنہ مذاہب''، ''النصرت''، وقفِ نو کے رسالہ جات ''مریم''، ''اسماعیل''۔ اس کے علاوہ پمفلٹس، لیف لیٹس، جماعتی دفاتر کی سٹیشنری وغیرہ کے کام بھی یہاں پریس سے ہو رہے ہیں۔

یسّرنا القرآن کا خط جو خطِ منظور ہے اس کی طرز پر قرآن کریم کی طباعت بھی اس سال ہوئی ہے۔ چھ سات سال سے یہ کام ہو رہا تھا۔ قادیان کی جماعت کے سپرد کیا گیا تھا تا کہ ہمارا اپنا ایک فونٹ ہو جو خطِ منظور کے مطابق ہو اور نظارت اشاعت قادیان نے اس پر بڑا کام کیا ہے۔ الحمد للہ کہ اس خط کے ساتھ بڑا خوبصورت اور دلکش قرآن کریم چھپ گیا ہے۔ رنگین بارڈر ہیں۔ جِلد بڑی خوبصورت ہے اور جس تعداد میں یہاں آیا ہے، ابھی یوکے میں ہے اور بڑی جلدی بک رہا ہے۔ امید ہے جلد ہی ہمیں دوسرا ایڈیشن بھی شائع کرنا پڑے گا۔ اور بڑا دیدہ زیب ہے۔ اس کی جلد بھی اور اندر لکھائی اور کاغذ وغیرہ بھی اور خاص طور پر بائنڈنگ اس کی بہت اچھی ہے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا کہ اس قرآن کریم کا فونٹ جو یسرنا القرآن کے فونٹ پر ڈھالا گیا ہے اس کا نام ''خطِ منظور'' رکھا گیا ہے اور یہ جماعت احمدیہ کا خاص خط ہے جو باقی جگہوں پر نہیں ہے۔ اور پڑھنے میں بھی بڑا آسان ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ جماعت بھارت قادیان کی نظارت اشاعت نے اس پر بڑی محنت کا کام کیا ہے اسی طرح یہاں رقیم پریس کی مدد کے لیے ترکی کے احمدی دوست مہمت (Mehmet) صاحب ہیں انہوں نے بھی چھپوانے میں بڑی مدد کی ہے۔ آئندہ ان شاء اللہ ترجمے کے ساتھ چھپنے والے قرآن کریم بھی اسی فونٹ میں چھپیں گے۔ اسی خط کے ساتھ اور حضرت مولوی شیر علی صاحب کا ترجمہ اسی ''خطِ منظور'' کے ساتھ تیار ہو رہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جلد طباعت کے لیے دے دیا جائے گا۔ اسی طرح حضرت میر اسحاق صاحب کے لفظی ترجمہ کے لیے بھی اسی طرز کو استعمال کیا جانا ہے اس کی بھی تیاری ہو رہی ہے۔ ہمارے راستے میں قرآن کریم کی اشاعت کے لیے اور پڑھنے کے لیے اور رکھنے کے لیے جتنی روکیں پاکستان میں کھڑی کی جا رہی ہیں اللہ تعالیٰ اتنے ہی زیادہ بہتر راستے ہمارے لیے کھولتا چلا جا رہا ہے۔

اس وقت رقیم پریس انگلستان کی نگرانی میں افریقہ کے آٹھ ممالک گھانا، نائیجیریا، تنزانیہ، سیرالیون، آئیوری کوسٹ، گیمبیا، برکینا فاسو اور بینن میں پریس کام کر رہے ہیں اور مشینری بھی ان کو مہیا کی گئی ہے اور ان کی کتب جو انہوں نے یہاں شائع کی ہیں ان کی تعداد چھ لاکھ بارہ ہزار سے اوپر ہے۔ اس کے علاوہ رسائل، اخبارات، تبلیغی لٹریچر، لیف لیٹس وغیرہ علیحدہ ہیں جن کی تعداد چورانوے لاکھ پچاسی ہزار ہے۔ اس دوران گیمبیا میں پرائیویٹ کاموں کے علاوہ وزارت صحت گیمبیا کے لیے بھی بڑی تعداد میں covid سے آگاہی کے لیے کچھ احتیاطی تدابیر پر مشتمل پمفلٹس پوسٹر وغیرہ چھاپنے کے لیے گورنمنٹ نے دیے کیونکہ باقی پریس بند تھے اس لیے حکومت نے ہمارے سے رابطے کر کے کہا کہ چھاپ دیں تو ان کی مدد کی گئی۔

وکالت اشاعت (طباعت) کا جو کام ہے 93 ممالک سے موصولہ رپورٹ کے مطابق 407 مختلف کتب، پمفلٹس اور فولڈرز وغیرہ 42 زبانوں میں 42 لاکھ 56 ہزار 659 کی تعداد میں طبع ہوئے اور ان میں مختلف ملک ہیں۔ اس کی لمبی فہرست ہے۔

مختلف ممالک میں مقامی طور پر جماعتی رسالوں کی اشاعت

اس وقت دنیا بھر میں 94 تعلیمی تربیتی اور معلوماتی مضامین پر مشتمل اخبارات و رسائل شائع ہو رہے ہیں اور 29 زبانوں میں اخبارات و رسائل شائع ہو رہے ہیں۔

رپورٹ وکالت اشاعت

وکالت اشاعت کی ترسیل کا ایک علیحدہ شعبہ ہے یہاں سے چوبیس زبانوں میں ایک لاکھ نوے ہزار سے زائد تعداد میں کتب دنیا کے مختلف ممالک کو بھجوائی گئیں۔ اس کے علاوہ مختلف ممالک میں 709 مختلف عناوین پر مشتمل کتب فولڈرز اور پمفلٹس 63 لاکھ 87 ہزار کی تعداد میں مفت تقسیم کیے گئے اور ان کے ذریعہ دنیا بھر میں لکھوکھا لوگوں تک پیغام پہنچا۔

وکالت تصنیف یو.کے

اس سال قرآن کریم کے Italian ترجمے پر نظر ثانی کا کام مکمل ہو گیا ہے۔ اس کی فائل بھی طباعت کے لیے بھجوائی جا چکی ہے اور اس سال صحیح بخاری کے ترجمہ و شرح کی گیارہ جلدیں یوکے سے ترجمہ کروائی گئی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ''اعجاز احمدی'' کا انگریزی ترجمہ اس سال طبع کیا گیا ہے۔ ''اتمام الحجۃ'' اور ''جنگ مقدس'' کے انگریزی ترجمے پر کارروائی مکمل ہو چکی ہے۔ ان شاء اللہ جلد یہ کتب بھی طباعت کے لیے بھجوا دی جائیں گی۔ روحانی خزائن کی جلد دہم کے علاوہ دیگر بائیس جلدوں کی انگلستان سے طباعت کی جا رہی ہے اور یہ دسویں جلد بھی ان شاء اللہ تعالیٰ شروع ہو جائے گی تو امید ہے تئیس کی تئیس جلدیں جلد آ جائیں گی۔ 19ء اور 20ء کے دوران 36 ممالک اور آٹھ ڈیسکس کی جانب سے موصولہ رپورٹ کے مطابق تینتیس زبانوں میں 154 کتب، فولڈرز تیار کیے گئے جن میں انگریزی، سپینش، لیٹوین، لوگنڈا، فارسی، جرمن، برمیز، فرنچ، ہاؤسا، عربی، سواحیلی، انڈونیشین، اردو، چائنیز، برونڈی، منڈیکا، میسی ڈونین، ٹونگا، پرتگیزی، عبرانی، ڈچ، کروشین، فولا، بیمبا، لوزی، البانین، رشین، بنگلہ، یوروبا، وولف، نیانجا، تھائی، نارویجین وغیرہ شامل ہیں۔

یوکرین سے ایک دوست ایگرومیترو ک صاحب جو گذشتہ سال جلسے پر آئے تھے۔ جب شامل ہوئے تھے تو احمدی نہیں تھے لیکن جب جلسے پر آئے تو عالمی بیعت میں شامل ہو کر بیعت کر لی۔ بہت اچھے تجزیہ نگار ہیں، تبصرہ نگار ہیں، علم الادیان کے ماہر ہیں۔ جب یہاں آئے تو میرے سے ان کی ملاقات بھی ہوئی تھی اور ان کو مَیں نے کہا تھا کہ ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا مطالعہ کریں۔ آپ پڑھے لکھے آدمی ہیں اور پھر اپنا تبصرہ کریں۔ چنانچہ یہ کہتے ہیں کہ

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے احکامات کا پابند کرنا ہے اور
دنیا کو بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم کا قائل کرنا ہے
جب یہ ہوگا تبھی ہم حقیقی احمدی کہلا سکیں گے

(مستورات سے خطاب جلسہ سالانہ جرمنی 2019)

طالبِ دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

آج ہر احمدی کا کام ہے کہ دنیا کو بتائے کہ دین کیا ہے؟
ہمارے حقوق کیا ہیں اور ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟

(مستورات سے خطاب جلسہ سالانہ جرمنی 2019)

طالبِ دعا: عبدالرحمٰن خان (جماعت احمدیہ پنکال، صوبہ اُڈیشہ)

واپس آ کر مَیں نے کتاب کا مطالعہ شروع کیا تو ایک ہی دفعہ میں ساری کتاب مکمل کر لی۔ کہتے ہیں کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد مجھے علم ہوا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام صرف ایک مذہبی لیڈر ہی نہیں تھے بلکہ علم الادیان کے ایک بہت بڑے محقق بھی تھے۔ کہتے ہیں میں نے اپنی زندگی میں بہت سی کتب کے بارے میں اپنی رائے لکھی ہے لیکن میں نے کبھی یہ محسوس نہیں کیا کہ ان کتب سے کوئی نئی چیز پائی ہے لیکن ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ کے مطالعہ سے میرے علم میں بے حد اضافہ ہوا ہے۔ اس کتاب پر یہ تبصرہ صرف عقل کے ترازو پر نہیں بلکہ اپنے دل اور روح کے آئینے سے گزار کر لکھ رہا ہوں۔

پھر کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تجدید اسلام اور امت مسلمہ کی اصلاح کی خاطر خاص زور دیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی مذہب کی تجدید ایک نہایت اہم امر ہے۔ اس حوالے سے اگر ہم قرونِ وسطیٰ کی طرف نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یورپ میں اصلاحات کا عمل شروع ہونے سے پہلے عیسائیت میں ایمان اور یقین کا بہت بڑا بحران پیدا ہو چکا تھا اور جب تک مسیح موعود مبعوث نہیں ہوئے اسلام کی بھی صورتِ حال ایسی ہی تھی۔

کہتے ہیں مجھے خاص طور پر وہ حصہ زیادہ پسند آیا جہاں ’’طبعی حالتوں‘‘ اور ’’اخلاق‘‘ کا مفہوم سمجھایا گیا ہے۔ ہمارے لیے نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنی تخلیق کے اصل مقصد اور خدا تعالیٰ کی تخلیق کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کی قدر کریں۔ اسی طرح اپنے اخلاقیات اور اس کی بنیاد کو بھی سمجھنے کی کوشش کریں۔ ہم اکثر بھول جاتے ہیں کہ موجودہ زمانے میں وہ ذرائع جو انسان کو سچائی کے راستے سے دور لے جاتے ہیں بہت زیادہ ہو گئے ہیں اس لیے بہت ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی قدر کریں۔

پھر کہتے ہیں کہ اس کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے مجھے آپ کے وہ الفاظ یاد آ گئے جو آخری خطاب میں کہے تھے۔ میں نے کہا تھا اس میں کہ اسلامی دنیا میں قائم اسلام کے بارے میں غلط تصور کی اصلاح کی اور پھر اپنی جماعت کی بھی اصلاح کی۔ تو میرا حوالہ دے کر یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسلامی دنیا میں قائم اسلام کے بارے میں غلط تصور کی اصلاح کی اور پھر جماعت کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی تھی اور وہ الفاظ میرے ذہن میں آ رہے ہیں۔ کہتے ہیں جب ہم میں سے ہر ایک اپنے اہل خانہ اپنے ماحول اور اپنے ملک کی اصلاح کرے گا تو اس کے نتیجے میں وہ اس قابل ہو سکے گا کہ دنیا کی ایمانی حالت کی اصلاح کر سکے۔

پھر کہتے ہیں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ’’طبعی حالتوں‘‘ اور ’’اخلاق‘‘ کی یہ تشریح بیان کر کے علم الادیان میں علم کا ایک نیا باب کھولا ہے اور میرے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سب سے پہلے یہ اصطلاحات استعمال کی ہیں اور ان کو بہت ہی اعلیٰ اور مقدس طریق پر سمجھایا ہے۔

پھر کہتے ہیں بحیثیت ماہر علم الادیان اور فلسفی مجھے اس کتاب کے مطالعے سے بہت لطف آیا۔ اس لیے میرا مشورہ ہے کہ جماعت احمدیہ اس کتاب کو کثیر تعداد میں شائع کرے اور مختلف زبانوں میں اس کے تراجم بھی کرے تا کہ لوگ اس کتاب کے مطالعہ سے زیادہ سے زیادہ مذہب، ایمان اور حقیقی سچائی کے بارے میں جان سکیں۔

نیپال میں ایک پروفیسر صاحب تھے ان کو جب میرے مختلف لیکچرز جو World Crisis and The Pathway to Peace میں اکٹھے کیے گئے ہیں وہ ان کو تحفہ دی گئی تو کہتے ہیں کہ یہ کتاب اس وقت کے حالات کے لحاظ سے بہت عمدہ ہے۔ اس کتاب کے کئی پیراگراف اور سطروں پر انہوں نے نشان لگائے ہوئے تھے۔ کہنے لگے کہ مَیں ان اقتباسات کو ہائی لائٹ کرنا چاہتا تھا کیونکہ ان باتوں کو دنیا میں فروغ دینے کی بہت ضرورت ہے اور ساری دنیا کے لیے کئی سنہرے اصول اس میں بتائے گئے ہیں۔ موصوف نے کہا کہ یہ کتاب بہت اچھی لگی ہے اور میں اپنے دوستوں کو بھی یہ کتاب مطالعہ کے لیے دوں گا۔

پھر نیپال کے ایک اور پروفیسر ڈاکٹر گووندا (Dr. Govinda) ہیں وہ بھی تبصرہ کرتے ہیں کہ مَیں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے اور آج جبکہ ساری دنیا میں میڈیا کی وجہ سے مسلمانوں کو غلط رنگ سے پیش کیا جاتا ہے ایسے میں ایک مسلم لیڈر کا ساری دنیا میں امن کے قیام کے لیے کوشش کرنا غیر مسلموں کے لیے بہت حیران کن ہے۔ اور پھر کہتے ہیں کہ دنیا میں مسلمانوں کے تہتر فرقے ہیں اور اسرائیل کے ساتھ ان کی مذہبی اور سیاسی دشمنی بھی ہے۔ ان حالات میں ایک مسلم سربراہ کی جانب سے امن عالَم کے قیام کے لیے وہاں کے وزیر اعظم کو چٹھی لکھنا نہایت ہی ہمت کی بات ہے۔ اور اسی طرح جماعت احمدیہ کے خلیفہ نے ایران کے وزیر اعظم کو بھی ان کے حوالے سے چٹھی لکھی ہے جس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ ’’عالمی بحران اور امن کی راہ‘‘ کتاب کا مطالعہ کرنے سے غیر مسلموں کو اسلام کے امن کے پیغام کو جاننے اور سمجھنے میں بہت مدد ملے گی۔ جماعت احمدیہ دوسرے مسلمان فرقوں کی نسبت امن کے حوالے سے دنیا میں اپنی بات پیش کرتی ہے اور جماعت احمدیہ کے قول کے مطابق قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کرنے سے ہی دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے اور یقیناً اس بات کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

پھر ایک دوست نیپال میں ایک بک سٹال پر آئے۔ یہ کتاب دیکھ کے اس تعلق سے کہنے لگے کہ اس کتاب میں یہ جو سوال اٹھایا گیا ہے کہ اسلام جنگ کی اجازت کیوں اور کب دیتا ہے؟ کہنے لگے کہ یہ بہت اہم سوال ہے جس کا مَیں بڑے عرصے سے جواب ڈھونڈ رہا تھا اور آج مجھے جواب ملا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب بندہ توبہ کرتا ہے اور نادم ہوتا ہے اور اللہ کی توحید کا اقرار کرتا ہے تو اس کو بخش دیا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب الثیاب البیض)

طالب دعا : اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

پھر جھارکھنڈ انڈیا میں ایک بک فیئر پہ ایک صاحب آئے۔ اسلام کے بارے میں بڑے متعصّبانہ نظریات رکھتے تھے۔ آتے ہی اسلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر مختلف قسم کے اعتراضات شروع کر دیے۔ انہوں نے سب اسلام مخالف کتب پڑھی ہوئی تھیں جس کی وجہ سے اعتراض کر رہے تھے۔ جب ان کو اسلام کی حقیقی تعلیم بتائی گئی تو وہ بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ آج تک مجھے صحیح اسلام کے بارے میں علم ہی نہیں تھا۔ اب میں آپ کے لٹریچر کا مطالعہ کروں گا۔ چنانچہ موصوف کو کتابیں دی گئیں اور خاص طور پر یہ عالمی بحران والی کتاب۔ چنانچہ یہ دوست اگلے دن آئے اور کہا کہ مَیں نے یہ کتاب Pathway to Peace کا کچھ حصہ پڑھا ہے اور بہت اچھی لگی ہے اور اس سے میرے ذہن میں موجود کافی اعتراض دور ہو گئے ہیں۔ اب موصوف مستقل رابطے میں ہیں۔

اسی طرح مبلغ سلسلہ کری باتی (Kiribati) لکھتے ہیں کہ یہاں کے لوگوں میں یہ بات سمجھی جاتی تھی کہ ہر مسلمان دوسروں کو قتل کرنے کیلئے تیار ہوتا ہے لیکن اب کئی لوگوں کو پتہ ہے کہ یہ بات غلط ہے۔ یہاں تک کہ صدر مملکت سے جب یہ مطالبہ کیا گیا اور اعتراض کیا گیا کہ مسلمانوں کو ملک کے اندر کیوں آنے دیا ہے؟ ان لوگوں کو فوری طور پر نکال دینا چاہیے۔ اس پر صدر مملکت نے کہا کہ مَیں نے قرآن کریم پڑھا ہے اور اسلام ایک پُرامن مذہب ہے اور میں ان کو کبھی یہاں سے نہیں نکالوں گا۔ الحمد للہ۔ صدر مملکت کے ساتھ چند ملاقاتوں میں انکو اسلام کی سچی تعلیمات سے آگاہ کیا گیا تھا۔ اس وقت صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو اس ملک میں اسلام کی تعلیمات پھیلا رہی ہے۔

پھر شیانگا ریجن (تنزانیہ) کے دورے کے دوران ریجنل مبلغ کہتے ہیں وہاں کے چیئرمین سے ملاقات ہوئی۔ وہ سمجھدار اور معقول آدمی نظر آیا لیکن لادین تھا۔ کہتے ہیں میں نے ان کو خدا کو ماننے اور مذہب کی ضرورت کے بارے میں بتایا۔ گفتگو کے دوران اس نے کہا کہ میں معاشرے میں باعزت عہدے پہ ہوں۔ گھر میری دو بیویاں بھی ہیں۔ اولاد بھی ہے۔ میری زندگی خدا کو تسلیم کیے بغیر اچھی گزر رہی ہے۔ مجھے خدا کو یا کسی مذہب کو ماننے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس پر مبلغ سلسلہ نے ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہستی باری تعالیٰ کے بارے میں جو دلائل تھے اس کی مثالیں پیش کیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی یہ دو کتابیں بڑی اچھی ہیں۔ ہر احمدی کو بھی پڑھنی چاہئیں۔ ان کو سننے کے بعد وہ کہنے لگے کہ میں اسلام احمدیت قبول کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر مبلغ نے کہا کہ ابھی تو آپ مذہب کی ضرورت ہی سے انکار کر رہے تھے اور اسلام احمدیت قبول کرنے کے لیے تیار ہو گئے ہیں۔ اس پر کہنے لگا کہ آپ کی باتوں سے میرا دل مطمئن ہو گیا ہے۔ اگر مذہب واقعۃً اسی طرح خدا کا تصور پیش کرتا ہے تو لازماً ہمیں اسے ماننا چاہیے۔ انہیں شرائط بیعت پڑھ کر سنائی گئیں اور وہ اپنے آٹھ بچوں سمیت احمدیت میں داخل ہو گئے۔ الحمد للہ باقاعدگی سے جمعے کی نماز پڑھنے آتے ہیں اور نظام سے مکمل رابطہ رکھے ہوئے ہیں۔

لیف لیٹس کی تقسیم کا منصوبہ تھا۔ اس سال 111 ممالک میں مجموعی طور پر 93 لاکھ 57 ہزار سے زائد لیف لیٹس تقسیم کیے گئے جس کے ذریعے سے 2 کروڑ 27 لاکھ افراد تک پیغام پہنچا۔ اس میں جرمنی نے سب سے زیادہ 25 لاکھ (تقسیم) کیے ہیں پھر یو.کے 13 لاکھ ہیں۔ پھر آسٹریلیا 8 لاکھ ہے۔ پھر ہالینڈ 4 لاکھ۔ فرانس 3 لاکھ۔ کینیڈا 3 لاکھ اور اس طرح کئی باقی ممالک لاکھوں میں ہیں۔

افریقہ میں جو تقسیم ہوئے ان میں تنزانیہ سرفہرست ہے تقریباً 2 لاکھ۔ پھر بینن ہے۔ ان کا بھی تقریباً اس کے برابر ہی ہے۔ پھر برکینا، نائیجر، نائیجیریا، کونگو کنشاسا وغیرہ ہیں۔ اس کے علاوہ انڈیا میں 4 لاکھ 46 ہزار سے زیادہ فلائرز تقسیم کیے گئے۔

تنزانیہ کے مارا (Mara) ریجن کے معلم لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں کے تین نوجوانوں نے جماعت کے پمفلٹس پڑھ کر بذریعہ فون رابطہ کیا اور جماعت کے بارے میں معلومات جاننے کا ارادہ ظاہر کیا۔ کچھ عرصہ زیر تبلیغ رہنے کے بعد انہوں نے اپنی فیملی سمیت بیعت کر لی اور اپنے گاؤں میں تبلیغ شروع کر دی۔ ان میں سے ایک نوجوان اس گاؤں کا چیئرمین بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں احمدیت کا پیغام گھر گھر پہنچ رہا ہے اور اب تک اس گاؤں میں 82 افراد بیعت کر چکے ہیں۔ تبلیغ کے دوران مخالفت کا سامنا بھی ہوا۔ ایک دن ’’انصار السنہ‘‘ جماعت کا مولوی آیا اور لوگوں کے سامنے اونچی آواز میں جماعت کے خلاف بدزبانی شروع کر دی۔ لوگوں نے اسے خود چپ کروایا کہ ایسے شور شرابا کرنا مذہبی رہنماؤں کا شیوہ نہیں۔ اس پر اسے باقاعدہ طور پر علمی بحث اور جماعت احمدیہ کی تعلیمات پر غور کرنے کی دعوت دی گئی۔ جب دلائل سے لاجواب ہو گیا تو پھر بدزبانی پر اتر آیا۔ جماعت احمدیہ کی امن پسند تعلیمات اور اس واقعہ سے متاثر ہو کر ایک بزرگ نے اپنی زمین جماعت کو جمعہ پڑھنے کے لیے اور باجماعت نماز پڑھنے کے لیے دے دی۔ اس طرح بہت سے غیر از جماعت بچے بھی ہماری تربیتی کلاسز میں شامل ہو رہے ہیں۔ ان کی مخالفت ہی خود تبلیغ کا ذریعہ بن رہی ہے۔

فرانس کی ایک جماعت کے صدر لکھتے ہیں کہ تولوس (Toulouse) شہر کے سینٹر میں لگنے والے اتوار بازار میں لیف لیٹنگ کر رہے تھے کہ ایک ادھیڑ عمر کی عورت آئی اور مسکراتے ہوئے بتایا کہ آپ لوگوں نے مجھے وطن سے محبت اور پردے کے بارے میں جو لیف لیٹس دیے تھے مَیں نے ان سب کا مطالعہ کیا ہے اور مجھے پڑھ کر بہت اچھا لگا ہے۔ آج کل ان تعلیمات کی بہت ضرورت ہے۔ اور یہ بھی پوچھا کہ آپ لوگوں کو کتنے پیسے ملتے ہیں؟ جب بتایا کہ

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ایمان یہ ہے کہ دل سے خدا کی شناخت ہو، زبان سے اس کا اقرار ہو اور اس کے احکام پر عمل ہو۔

(ابن ماجہ باب فی الایمان)

طالب دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ہم تو صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر یہ کام کر رہے ہیں تو بڑی متاثر ہوئی۔

نمائشیں، بک سٹالز اور بک فیئرز

قرآن مجید اور جماعتی لٹریچر کی نمائشوں کا اہتمام کیا گیا۔ موصولہ رپورٹس کے مطابق سات ہزار پانچ سو چالیس نمائشوں کے ذریعے 3 لاکھ 43 ہزار سے زائد افراد تک اسلام کا پیغام پہنچا۔ اس سال دنیا بھر میں 1580 کی تعداد میں قرآن کریم کے مختلف تراجم تحفۃً مہمانوں کو دیے گئے۔ اس کے علاوہ 5 ہزار سے زائد بک سٹالز اور بک فیئرز کے ذریعے 7 لاکھ 64 ہزار سے زائد افراد تک پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔

مبلغ لٹویا (Latvia) لکھتے ہیں کہ ہمارے بک سٹال پر ایک بڑی عمر کا آدمی آیا اور سٹال کے اندر آ گیا۔ وہاں میری تصویر کے ساتھ رول (Roll) چل رہا تھا اور اس پر مختلف اسلامی باتیں لکھی ہوئی تھیں۔ ان کو پڑھتا جاتا تھا۔ اس سکرول پر پٹی چل رہی تھی۔ پھر ہر بات پر انگلی کے اشارے سے اور ساتھ ہی رشین زبان میں کہتا تھا کہ ”زبردست ہے اور بالکل صحیح ہے۔“ اسی طرح دو عورتیں آئیں انہوں نے دیباچہ تفسیر القرآن اور کچھ دوسری کتابیں لیں اور بڑی تعریف کی کہ آپ لوگ بڑا اچھا کام کر رہے ہیں۔

دسمبر 2019ء میں شعبہ نور الاسلام بھارت کی طرف سے ایک بک فیئر میں حصہ لیا گیا۔ اس میں وہاں ایک بہت بڑے ہندو سکالر آچاریہ صاحب آئے جو مذہب کے بارے میں بڑی وسیع معلومات رکھتے ہیں، سکول بھی چلاتے ہیں۔ اور آ کر کھڑے ہو گئے اور چند منٹوں کے بعد قرآن کریم پر اعتراض کر دیا۔ کہنے لگے قرآن کریم اور اسلام مسلمانوں کے علاوہ تمام لوگوں کو قتل کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ان سے کہا گیا کہ قرآن کریم آپ کے سامنے ہے آپ بتا دیں کس جگہ پر ایسا حکم ہے۔ اس پر کہنے لگے کہ مَیں نے سارا قرآن پڑھا ہوا ہے اور کسی مقام پر یہ حکم ہے اس کا اس وقت مجھے علم نہیں ہے۔ چنانچہ ان کے سامنے قرآن کریم کی تعلیمات اور غیروں کے ساتھ اسلام کی حسن سلوک کی تعلیم اور اسوۂ رسولؐ پیش کیا گیا۔ چند منٹ اسلامی تعلیمات سننے کے بعد موصوف کہنے لگے کہ مَیں سٹال کے اندر بیٹھ کر اسلام اور قرآن کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ موصوف کو تقریباً دو گھنٹے تک ان کے تمام سوالات اور اعتراضات کے تسلی بخش جوابات دیے گئے۔ اس پر انہوں نے برملا اظہار کیا کہ میں نے آج تک ایسے تسلی بخش جوابات نہیں سنے۔ میں اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کیلئے بے شمار علماء کے پاس گیا ہوں اور در بدر گھوما ہوں لیکن علماء میرے سوالات کے اس طرح جواب دیتے تھے کہ میرے اندر اسلام اور قرآن سے ہمدردی کے بجائے نفرت اور زہر بھرتا گیا اور میرے اندر اس قدر نفرت اور زہر بھر دیا گیا کہ ہم سب نے مل کر یہ فیصلہ کیا (ان کے جو دوست تھے) کہ اسلام کے خلاف ایک ٹی وی چینل کھولا جائے۔ چنانچہ ہم نے اس بارے میں کام شروع کر دیا اور کچھ ریکارڈنگ بھی باقاعدہ طور پر شروع کر دی لیکن اب آپ لوگوں نے میری دنیا ہی بدل دی ہے۔ اور موصوف بہت زیادہ متاثر ہوئے اور جاتے ہوئے وعدہ کر کے گئے کہ میں آج کے بعد اسلام اور قرآن کریم کی مخالفت میں کچھ نہیں کہوں گا اور اسلام اور قرآن کے بارے میں جو بھی ریکارڈنگ ہے جواب تک پروگراموں میں مَیں نے کروائی ہے اس کو بھی نشر نہیں کیا جائے گا بلکہ اسلام اور قرآن کی تعلیم پیش کی جائے گی۔ یہ حقیقی تصویر دکھا کر جماعت احمدیہ دشمنوں کو بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم کا قائل کر رہی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور اسوے کا صحیح ادراک دے رہی ہے۔ اور یہ نام نہاد علماء جو خود کو اسلام کے ٹھیکیدار سمجھتے ہیں یہ دوسروں کو اسلام سے اور قرآن کریم سے متنفر کر رہے ہیں اور پھر ہمارے خلاف ہی باتیں۔

آگرہ بک فیئر کے موقعے پر لوکل اخبار ”اگر بھارت“ کے رپورٹر ہمارے سٹال پہ آئے۔ ان سے گفتگو ہوئی۔ موصوف نے بے ساختہ امت کی حالتِ زار کا اظہار کیا جس پر انہیں جماعت احمدیہ کے ذریعے کی جانے والی اسلامی خدمات کے بارے میں بتایا گیا تو بہت متاثر ہوئے اور اس کام میں ہماری ہر قسم کی اعانت کا وعدہ کیا۔ موصوف نے اپنے روابط کے ذریعہ ہمارے پیغام کو دیگر تین نیوز چینل میں بھی نشر کروایا جس کے ذریعے لاکھوں افراد تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچا۔

آسام میں منعقدہ بک فیئر کے دوران آفتاب احمد چوہدری جو پی ایچ ڈی ہیں اور حافظ قرآن بھی ہیں انہیں جماعت کا تعارف کرایا گیا۔ تفصیلی گفتگو ہوئی۔ دوران گفتگو ان کو وفات مسیح پر جماعتی عقائد سے متعارف کرایا گیا۔ قرآن مجید سے ہی وفات مسیح کو پیش کیا گیا۔ اس پر کہنے لگے کہ بے شک مَیں حافظ قرآن ہوں لیکن مَیں نے کبھی اس طرف خیال بھی نہیں کیا تھا۔ آپ لوگوں نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ میں اخباروں میں بھی آرٹیکل وغیرہ لکھتا ہوں تو اب میں ان شاء اللہ یہ تمام آیات حوالہ کے ساتھ اخباروں میں شائع کروں گا چاہے آسام کے تمام مسلمان میرے مخالف کیوں نہ ہو جائیں۔

پیس سمپوزیئم سوئٹزرلینڈ کے موقعے پر ایک پادری ”مِشل فِشر“ صاحب ہیں۔ ایک فلاحی تنظیم کے سربراہ ہیں۔ ان کو امن کا ایک ایوارڈ دیا گیا تھا۔ کہنے لگے کہ میں جماعتِ احمدیہ کا ایوارڈ دینے کے لیے تہِ دل سے شکرگزار ہوں۔ میں حیران ہوں کہ ایک مسلمان جماعت ایک عیسائی تنظیم کو فلاحی خدمات پر انعام دے رہی ہے اور یہ انعام اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ آپ صرف امن کی بات نہیں کرتے بلکہ امن قائم کر کے دکھا رہے ہیں اور ایک درخت اس کے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اور جس کا پھل آپ کے یہ پیس سمپوزیم ہیں۔

پھر زیمبیا کے مبلغ انچارج لکھتے ہیں کہ پیس سمپوزیم میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد شامل ہوئے جن میں پولیس افسر، لوکل کورٹ کے جج، مختلف چرچوں کے پادری اور دیگر نمائندگان تھے۔ سکولوں کے اساتذہ تھے، لوکل میڈیا کے نمائندے تھے، ممبر آف پارلیمنٹ کے نمائندے تھے اور قریبی غیر از جماعت مسجد کے معلم شامل تھے۔ تو ایک چرچ کے پاسٹر صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا کہ ہم کافی عرصے سے ایسا پروگرام کرنے کا سوچ رہے تھے لیکن جماعت احمدیہ یہ پروگرام کر کے ہم پر سبقت لے گئی ہے۔

چنڈی گڑھ میں پیس سمپوزیئم کے انعقاد پر ایک افغان دوست عبید اللہ کو جماعت کا تعارف کروایا گیا۔ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں بتایا گیا کہ آپؑ نے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کی خوشخبری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ جب افغان دوست کو یہ بتایا گیا اور کہا گیا کہ آپ غور کریں اور حالات دیکھیں کہ کیا یہ مسیح اور مہدی کے آنے کا وقت نہیں ہے؟ ان کا چہرہ سرخ ہو گیا، کانپنے لگے اور بار بار یہی کہتے رہے کہ کیا یہ سچ ہے کہ مسیح موعود آ گیا ہے؟ اس کے بعد ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بتائی گئی تو بے حد جذباتی ہو کر ہمارے احمدی دوست کے ماتھے کو چوما اور کہا کہ اسلام کی حقیقی تعلیم یہی ہے جو آپ کے ذریعہ دنیا میں پیش کی جا رہی ہے۔

فن لینڈ سے وہاں کے نیشنل صدر صاحب لکھتے ہیں کہ وہاں پیس سمپوزیم کیا۔ فارن منسٹری کے ایک ایمبیسیڈر اور ڈپلومیٹ جو پاکستان میں فن لینڈ کے سفیر بھی رہ چکے ہیں وہ آئے۔ کہتے ہیں مجھے واقعی آپ کی باوقار تقریب میں شامل ہو کر بہت مسرت ہو رہی ہے۔ مَیں پاکستان اسلام آباد میں 1995ء سے 1998ء تک رہا ہوں۔ فنش سفارت خانے کا سربراہ تھا۔ میرے ساتھ اس عرصے کی شاندار یادیں وابستہ ہیں۔ میرے اور میرے خاندان کے قریب ترین دوستوں میں احمدیہ کمیونٹی کے بہت سے ممتاز ارکان شامل ہیں۔ احمدیوں نے اس ملک اور اس کی سرحدوں سے بڑھ کر علم، فنون اور معاشی کامیابیوں میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ جب برطانیہ نے برصغیر پر حکومت کی تو اس سلطنت کے بہت سے معروف شہری اور فوجی شخصیات احمدیہ کمیونٹی سے تعلق رکھتے تھے۔ پھر کہتے ہیں کہ میں اٹلی میں بھی سفارت کار رہا ہوں۔ میں وہاں اٹلی میں ٹریسٹ میں واقع سائنس کی تیسری عالمی اکیڈمی سے واقف ہوا جس کا آغاز اور جس کی بنیاد پاکستانی جوہری سائنسدان عبد السلام نے رکھی تھی اور نوبیل انعام حاصل کرنے والے کسی بھی اسلامی ملک کے پہلے سائنسدان تھے۔ کہتے ہیں جب اس نوبیل انعام کی خبر پھیلی تو پاکستان کے قومی اخبارات، ریڈیو، ٹی وی پر بہت پذیرائی ہوئی، بڑی ان کی عزت افزائی ہوئی۔ لیکن بہت جلد جب یہ معلوم ہو گیا کہ وہ ایک احمدی ہیں تو تمام تعریف اور تشہیر رک گئی۔ پھر کہتے ہیں 1996ء میں جب ان کا انتقال ہوا تو ان کو پاکستانی پنجاب کے شہر ربوہ میں دفنا یا گیا اور پھر ایک شرم کی بات یہ ہے کہ ان کے کتبہ پر لفظ ”مسلمان“ مٹا دیا گیا۔ بہرحال انہوں نے پرسیکیوشن کا سارا ذکر کیا۔

بہرحال آج کل تو تاریخ کی کتابیں بدلی جا رہی ہیں اور بچوں کے ذہنوں سے حقیقی تاریخ کو مٹایا جا رہا ہے۔ ہم چاہے کچھ کہیں یا نہ کہیں دنیا کا پڑھا لکھا طبقہ خود جانتا ہے کہ جماعت احمدیہ نے پاکستان کے لیے کیا خدمات سرانجام دی تھیں اور اس وقت کیا سلوک احمدیوں کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ جو پاکستان کے بننے کے مخالف تھے وہی لوگ آج اس کے نام نہاد بانی بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بہرحال ہر پاکستانی احمدی ملک کا وفادار ہے، وفادار تھا اور وفادار رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ان مخالفین کی کوششیں امید ہے ان شاء اللہ تعالیٰ ایک دن ہوا میں اڑ جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کی تائید اِن شاء اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو گی اور اب بھی ہے۔ جتنی یہ کوششیں کر رہے ہیں اس کے مقابلے میں ان کے خیال میں تو اب تک جماعت کو ختم کر دینا چاہیے تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے جماعت کو سنبھالا ہوا ہے۔

بہرحال یہ رپورٹ کے واقعات جو میں نے سنائے ہیں یہ ایک حصہ ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا یہ رپورٹ جلسے کے دوسرے دن بیان کی جاتی ہے۔ اس سال کیونکہ جلسہ نہیں ہو رہا جیسا کہ مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں تو میں نے سوچا تھا کہ دو قسطوں میں اس کو بیان کر دوں گا۔ چنانچہ پروگرام بنایا گیا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اتوار کو شام کو چار بجے مختصر gathering کے سامنے، سامعین کے سامنے جلسے کی طرز پر یہاں ہال میں مَیں بقایا حصہ بھی بیان کر دوں گا۔ ان شاء اللہ اور جہاں سے ساری دنیا ایم ٹی اے کے ذریعے سن لے گی اور ان افضال کا جو دورانِ سال اللہ تعالیٰ نے جماعت پر کیے ان کا ذکر ہو جائے گا۔

اس رپورٹ میں سے بھی بہرحال مجھے بہت سارے واقعات نکالنے پڑے ہیں، باتیں نکالنی پڑی ہیں تو ان شاء اللہ بقایا اتوار کو پیش کروں گا۔

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے، تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 22)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں، وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے

(کشتی نوح روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 12)

طالب دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیما پوری، سابق امیر ضلع و افراد خاندان و مرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

نبیوں کا سردارؐ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت عمرؓ کا قبولِ اسلام

اِسی زمانہ میں مکہ میں ایک اور واقعہ ظاہر ہوا جس نے مکہ میں آگ لگا دی اور یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ عمرؓ جو بعد میں اسلام کے دوسرے خلیفہ ہوئے اور جو اسلام کے ابتدائی زمانہ میں شدید ترین دشمنوں میں سے تھے۔ ایک دن بیٹھے بیٹھے اُن کے دل میں خیال آیا کہ اِس وقت تک اسلام کے مٹانے کیلئے بہت کچھ کوششیں کی گئی ہیں مگر کامیابی نہیں ہوئی کیوں نہ اسلام کے بانی کو قتل کر دیا جائے اور اِس فتنہ کو ہمیشہ کے لئے مٹا دیا جائے۔ یہ خیال آتے ہی اُنہوں نے تلوار اُٹھائی اور گھر سے نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں چل کھڑے ہوئے۔ راستہ میں اُن کا کوئی دوست ملا اور اِس حالت میں دیکھ کر کچھ حیران ہوا اور آپ سے سوال کیا کہ عمرؓ ! کہاں جا رہے ہو؟ عمرؓ نے کہا میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے کیلئے جا رہا ہوں۔ اُس نے کہا کیا تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر کے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قبیلہ سے محفوظ رہ سکو گے؟ اور ذرا اپنے گھر کی تو خبر لو تمہاری بہن اور تمہارا بہنوئی بھی مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ خبر حضرت عمرؓ کے سر پر بجلی کی طرح گری انہوں نے سوچا میں جو اسلام کا بدترین دشمن ہوں میں جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مارنے کے لئے جا رہا ہوں میری ہی بہن اور میرا ہی بہنوئی اسلام قبول کر چکے ہیں اگر ایسا ہے تو پہلے مجھے اپنی بہن اور بہنوئی سے نپٹنا چاہئے۔ یہ سوچتے ہوئے وہ اپنی بہن کے گھر کی طرف چلے جب دروازہ پر پہنچے تو انہیں اندر سے خوش الحانی سے کسی کلام کے پڑھنے کی آوازیں آئیں۔ یہ پڑھنے والے خبابؓ جو اُن کی بہن اور اُن کے بہنوئی کو قرآن شریف سکھلا رہے تھے۔ عمرؓ تیزی سے گھر میں داخل ہوئے۔ اُن کے پاؤں کی آہٹ سن کر خبابؓ تو کسی کونہ میں چھپ گئے اور اُن کی بہن نے جن کا نام فاطمہؓ تھا قرآن شریف کے وہ اَوراق جو اُس وقت پڑھے جا رہے تھے، چھپا دیئے۔ حضرت عمرؓ کمرہ میں داخل ہوئے تو غصہ سے پوچھا میں نے سنا ہے کہ تم اپنے دین سے پھر گئے ہو؟ اور یہ کہہ کر اپنے بہنوئی پر جو اُن کے چچا زاد بھائی بھی تھے حملہ آور ہوئے۔ فاطمہؓ نے جب دیکھا کہ ان کے بھائی عمرؓ ان کے خاوند پر حملہ کرنے لگے تو وہ دوڑ کر اپنے خاوند کے آگے کھڑی ہو گئیں۔ عمرؓ ہاتھ اُٹھا چکے تھے اُن کا ہاتھ زور سے اُن کے بہنوئی کے منہ کی طرف آ رہا تھا اور اب اس ہاتھ کو روکنا اُن کی طاقت سے باہر تھا مگر اب ان کے ہاتھ کے سامنے ان کے بہنوئی کی بجائے ان کی بہن کا چہرہ تھا۔ عمرؓ کا ہاتھ زور سے فاطمہؓ کے چہرہ پر گرا اور فاطمہؓ کے ناک سے خون کے تراڑے بہنے لگے۔ فاطمہؓ نے مار تو کھالی مگر دلیری سے کہا عمر! یہ بات سچ ہے کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں اور یاد رکھیئے کہ ہم اِس دین کو نہیں چھوڑ سکتے آپ سے جو کچھ ہو سکتا ہو کر لیں۔ عمرؓ ایک بہادر آدمی تھے ظلم نے اُن کی بہادری کو مٹا نہیں دیا تھا۔ ایک عورت اور پھر اپنی بہن کو اپنے ہی ہاتھ سے زخمی دیکھا تو شرمندگی اور ندامت سے گھڑوں پانی پڑ گیا۔ بہن کے چہرہ سے خون بہہ رہا تھا اور عمرؓ کے دل سے اب ان کا غصہ دور ہو چکا تھا۔ اپنی بہن سے معافی مانگنے کی خواہش زور پکڑ رہی تھی اور تو کوئی بہانہ نہ سُوجھا بہن سے بولے اچھا! لاؤ مجھے وہ کلام تو سناؤ جو تم لوگ ابھی پڑھ رہے تھے۔ فاطمہؓ نے کہا میں نہیں دکھاؤں گی۔ کیونکہ آپ ان اَوراق کو ضائع کر دو گے۔ عمر نے کہا نہیں بہن میں ایسا نہیں کروں گا۔ فاطمہ نے کہا تم تو نجس ہو پہلے غسل کرو پھر دکھاؤں گی عمرؓ ندامت کی شدت کی وجہ سے سب کچھ کرنے کے لیے تیار تھے۔ وہ غسل پر بھی راضی ہو گئے۔ جب غسل کر کے واپس آئے تو فاطمہؓ نے اُن کے ہاتھ میں قرآن کریم کے اَوراق دے دیئے۔ یہ قرآن کریم کے اَوراق سورہ طٰہٰ کی کچھ آیات تھیں۔ جب وہ اسے پڑھتے ہوئے اِس آیت پر پہنچے اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ ○ اِنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ اَکَادُ اُخۡفِیۡہَا لِتُجۡزٰی کُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا تَسۡعٰی ○ یقیناً میں ہی اللہ ہوں اور کوئی معبود نہیں صرف میں ہی معبود ہوں۔ پس اے مخاطب! میری عبادت کر اور نماز پڑھ اور اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ مل کر میری عبادت کو قائم کر۔ رسمی عبادت نہیں بلکہ میری بزرگی کو دنیا میں قائم کرنے والی عبادت۔ یاد رکھ کہ اِس کلام کو قائم کرنے والی گھڑی آ رہی ہے میں اس کے ظاہر کرنے کے سامان پیدا کر رہا ہوں جن کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر ایک جان کو جیسے جیسے وہ کام کرتی ہے اس کے مطابق بدلہ مل جائے گا۔ حضرت عمرؓ جب اس آیت پر پہنچے تو بے اختیار ان کے منہ سے نکل گیا یہ کیسا عجیب اور پاک کلام ہے۔ خبابؓ نے جب یہ الفاظ سنے تو وہ اس جگہ سے جہاں چھپے ہوئے تھے باہر نکل آئے اور کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی دعا کا نتیجہ ہے۔ مجھے خدا کی قسم! میں نے کل ہی آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا تھا کہ الٰہی! عمر بن الخطاب یا عمرو بن ہشام میں سے کسی ایک کو اسلام کی طرف ضرور ہدایت بخش۔ عمرؓ کھڑے ہو گئے اور کہا مجھے بتاؤ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں؟ جب آپ کو بتایا گیا کہ آپ دارارقم میں رہتے ہیں تو آپ اُسی طرح ننگی تلوار لیے ہوئے وہاں پہنچے اور دروازہ پر دستک دی۔ صحابہؓ نے دروازہ کی دراڑوں میں سے دیکھا تو انہیں عمرؓ ننگی تلوار لئے کھڑے نظر آئے۔ وہ ڈرے کہ ایسا نہ ہو دروازہ کھول دیں تو عمرؓ اندر آ کر کوئی فساد کریں۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوا کیا؟ دروازہ کھول دو۔ عمرؓ اِسی طرح تلوار لیے اندر داخل ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور فرمایا عمر! کس ارادہ سے آئے ہو؟ عمرؓ نے کہا یَا رَسُوۡلَ اللّٰہ ! میں مسلمان ہونے آیا ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر بلند آواز سے اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کہا یعنی اللہ سب سے بڑا ہے اور آپ کے سب ساتھیوں نے بھی یہی الفاظ زور سے دُہرائے یہاں تک کہ مکہ کی پہاڑیاں گونج اُٹھیں اور تھوڑی ہی دیر میں یہ خبر مکہ میں آگ کی طرح پھیل گئی اور عمرؓ سے بھی وہی سختی کا برتاؤ ہونا شروع ہو گیا جو پہلے دوسرے صحابہؓ سے ہوتا تھا۔ مگر وہی عمرؓ جو پہلے مارنے اور قتل کرنے میں مزہ اُٹھایا کرتے تھے اب مار کھانے اور پیٹے جانے میں لذت حاصل کرنے لگے۔ چنانچہ خود عمرؓ کا بیان ہے کہ ایمان لانے کے بعد میں مکہ کی گلیوں میں ماریں ہی کھاتا رہتا تھا۔

مسلمانوں سے مقاطعہ

غرض ظلم اب حد سے باہر ہوتے جا رہے تھے۔ کچھ لوگ مکہ چھوڑ کر چلے گئے تھے اور جو باقی تھے وہ پہلے سے بھی زیادہ ظلموں کا شکار ہونے لگے تھے مگر ظالموں کے دل ابھی ٹھنڈے نہ ہوئے تھے، جب انہوں نے دیکھا کہ ہمارے گزشتہ ظلموں سے مسلمانوں کے دل نہیں ٹوٹے۔ ان کے ایمانوں میں تزلزل واقعہ نہیں ہوا بلکہ وہ خدائے واحد کی پرستش میں اور بھی بڑھ گئے اور بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور بتوں سے ان کی نفرت ترقی ہی کرتی چلی جاتی ہے تو انہوں نے پھر ایک مجلس شوریٰ قائم کی اور فیصلہ کر دیا کہ مسلمانوں کے ساتھ کلی طور پر مقاطعہ کر دیا جائے۔ کوئی شخص سَودا اُن کے پاس فروخت نہ کرے۔ کوئی شخص ان کے ساتھ لین دین نہ کرے۔ اُس وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند متبعین اور ان کے بیوی بچوں سمیت اور اپنے چند ایسے رشتہ داروں کے ساتھ جو باوجود اسلام نہ لانے کے آپ کا ساتھ چھوڑنے کیلئے تیار نہ تھے ایک الگ مقام میں جو ابوطالب کی ملکیت تھا پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ ان لوگوں کے پاس نہ روپیہ تھا نہ سامان نہ ذخائر جن کی مدد سے وہ جیتے۔ وہ اس تنگی کے زمانہ میں جن حالات میں سے گزرے ہوں گے ان کا اندازہ لگانا دوسرے انسان کیلئے ممکن نہیں۔ قریباً تین سال تک یہ حالات اسی طرح قائم رہے اور مکہ کے مقاطعہ کے فیصلہ میں کوئی کمزوری پیدا نہ ہوئی۔ قریباً تین سال کے بعد مکہ کے پانچ شریف آدمیوں کے دل میں اِس ظلم کے خلاف بغاوت پیدا ہوئی۔ وہ شعب ابی طالب کے دروازہ پر گئے اور محصورین کو آواز دے کر کہا کہ وہ باہر نکلیں اور کہ وہ اس مقاطعہ کے معاہدہ کو توڑنے کے لئے بالکل تیار ہیں۔ ابو طالب جو اس لمبے محاصرہ اور فاقوں کی وجہ سے کمزور ہو رہے تھے باہر آئے اور اپنی قوم کو مخاطب کر کے اُنہیں ملامت کی کہ ان کا یہ لمبا ظلم کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ ان پانچ شریف انسانوں کی بغاوت فوراً بجلی کی طرح شہر میں پھیل گئی۔ فطرتِ انسانی نے پھر سر اُٹھانا شروع کیا۔ نیکی کی روح نے پھر ایک دفعہ سانس لیا اور مکہ کے لوگ اس شیطانی معاہدہ کو توڑنے پر مجبور ہوئے۔ معاہدہ تو ختم ہو گیا مگر تین سالہ فاقوں نے اپنا اثر دکھانا شروع کیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفا شعار بیوی حضرت خدیجہؓ اس مقاطعہ کے دنوں کی تکلیفوں کے نتیجہ میں فوت ہو گئیں اور اس کے ایک مہینہ بعد ابوطالب بھی اِس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (جاری)

(نبیوں کا سردارؐ، صفحہ 35 تا 40، مطبوعہ قادیان 2014ء)

مساجد میں بیٹھ کر گپیں ہانکنا سخت ناپسندیدہ امر ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مساجد کو صاف رکھو اور اس میں عود وغیرہ جلاتے رہو اور اس سے باطنی صفائی بھی مراد ہو سکتی ہے یعنی مسجد کی حرمت کا خیال رکھو۔ اور اس میں بیٹھنے کے بعد لغویات سے کنارہ کش رہو۔ افسوس ہے کہ آجکل مساجد میں ذکر الٰہی کرنے کی بجائے لوگ اِدھر اُدھر کی گپیں ہانکتے رہتے ہیں حالانکہ مسجدیں خدا تعالیٰ کی عبادت کیلئے بنائی گئی ہیں بیشک ضرورت محسوس ہونے پر مذہبی، سیاسی قضائی اور تمدنی امور پر بھی مساجد میں گفتگو کی جا سکتی ہے لیکن مساجد میں بیٹھ کر گپیں ہانکنا اور اِدھر اُدھر کی فضول باتیں کرنا سخت ناپسندیدہ امر ہے۔ نوجوانوں کو خصوصیت کے ساتھ اس بارہ میں محتاط رہنا چاہئے۔“

(تفسیر کبیر، جلد 2، صفحہ 170، مطبوعہ قادیان 2010ء)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

توبہ کے یہ معنی ہیں کہ انسان ایک بدی کو اس اقرار کے ساتھ چھوڑ دے کہ بعد اس کے اگر وہ آگ میں بھی ڈالا جائے تب بھی وہ بدی ہرگز نہیں کرے گا

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 190)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ تیرپورہ، صوبہ تامل ناڈو)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(55) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ آخری ایام میں حضرت مسیح موعود نے میرے سامنے حج کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا۔ چنانچہ میں نے آپکی وفات کے بعد آپ کی طرف سے حج کروا دیا۔ (حضرت والدہ صاحبہ نے حافظ احمد اللہ صاحب مرحوم کو بھیج کر حضرت صاحب کی طرف سے حج بدل کروایا تھا) اور حافظ صاحب کے سارے اخراجات والدہ صاحبہ نے خود برداشت کئے تھے۔ حافظ صاحب پرانے صحابی تھے اور اب عرصہ ہوا فوت ہو چکے ہیں۔

(56) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کھانوں میں سے پرندہ کا گوشت زیادہ پسند فرماتے تھے۔ شروع شروع میں بٹیر بھی کھاتے تھے لیکن جب طاعون کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ نے اس کا گوشت کھانا چھوڑ دیا کیونکہ آپ فرماتے تھے کہ اس میں طاعونی مادہ ہوتا ہے۔ مچھلی کا گوشت بھی حضرت صاحب کو پسند تھا۔ ناشتہ باقاعدہ نہیں کرتے تھے۔ ہاں عموماً صبح کو دودھ پی لیتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کہ کیا آپ کو دودھ ہضم ہو جاتا تھا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ہضم تو نہیں ہوتا تھا مگر پی لیتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ پکوڑے بھی حضرت صاحب کو پسند تھے۔ ایک زمانے میں سکنجبین کا شربت بہت استعمال فرمایا تھا مگر پھر چھوڑ دی۔ ایک دفعہ آپ نے ایک لمبے عرصہ تک کوئی پکی ہوئی چیز نہیں کھائی صرف تھوڑے سے دہی کے ساتھ روٹی لگا کر کھالیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی مکی کی روٹی بھی پسند کرتے تھے۔ کھانا کھاتے ہوئے روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے جاتے تھے کچھ کھاتے تھے کچھ چھوڑ دیتے تھے۔ کھانے کے بعد آپ کے سامنے سے بہت سے ریزے اُٹھتے تھے۔ ایک زمانہ میں آپ نے چائے کا بہت استعمال فرمایا تھا مگر پھر چھوڑ دی۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا حضرت صاحب کھانا بہت تھوڑا کھاتے تھے اور کھانے کا وقت بھی کوئی خاص مقرر نہیں تھا۔ صبح کا کھانا بعض اوقات بارہ بارہ ایک ایک بجے بھی کھاتے تھے۔ شام کا کھانا عموماً مغرب کے بعد مگر کبھی کبھی پہلے بھی کھا لیتے تھے۔ غرض کوئی وقت معین نہیں تھا، بعض اوقات خود کھانا مانگ لیتے تھے کہ لاؤ کھانا تیار ہے تو دے دو پھر میں نے کام شروع کرنا ہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ آپ کس وقت کام کرتے تھے؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ بس سارا دن کام میں ہی گزرتا تھا۔ 10 بجے ڈاک آتی تھی تو ڈاک کا مطالعہ فرماتے تھے اور اس سے پہلے بعض اوقات تصنیف کا کام شروع نہیں فرماتے تھے تا کہ ڈاک کی وجہ سے درمیان میں سلسلہ منقطع نہ ہو۔ مگر کبھی پہلے بھی شروع کر دیتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ روزانہ اخبار عام لاہور منگواتے اور باقاعدہ پڑھتے تھے۔ اس کے علاوہ آخری ایام میں اور کوئی اخبار خود نہیں منگواتے تھے۔ ہاں کبھی کوئی بھیج دیتا تھا تو وہ بھی پڑھ لیتے تھے۔

(57) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ پہلے لنگر کا انتظام ہمارے گھر میں ہوتا تھا اور گھر سے سارا کھانا پک کر جاتا تھا مگر جب آخری سالوں میں زیادہ کام ہو گیا تو میں نے کہہ کر باہر انتظام کروا دیا۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے دریافت کیا کہ کیا حضرت صاحب کسی مہمان کے لئے خاص کھانا پکانے کیلئے بھی فرماتے تھے؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا ہاں بعض اوقات فرماتے تھے کہ فلاں مہمان آئے ہیں ان کیلئے یہ کھانا تیار کر دو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ شروع میں سب لوگ لنگر سے ہی کھانا کھاتے تھے خواہ مہمان ہوں یا یہاں مقیم ہو چکے ہوں۔ مقیم لوگ بعض اوقات اپنے پسند کی کوئی خاص چیز اپنے گھروں میں بھی پکا لیتے تھے مگر حضرت صاحب کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ اگر ہو سکے تو ایسی چیزیں بھی ان کیلئے آپ ہی کی طرف سے تیار ہو کر جاویں اور آپ کی خواہش رہتی تھی کہ جو شخص جس قسم کے کھانے کا عادی ہو اس کو اسی قسم کا کھانا دیا جا سکے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں لنگر کا انتظام خود آپ کے ہاتھ میں رہتا تھا مگر آپ کی وفات کے بعد حضرت خلیفہ اوّل نے یہ انتظام صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد فرما دیا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں بعض لوگ حضرت صاحب سے کہا کرتے تھے کہ حضور کو انتظام کی وجہ سے بہت تکلیف ہوتی ہے اور حضور کا حرج بھی بہت ہوتا ہے اپنے خدام کے سپرد فرما دیں مگر آپ نے نہیں مانا کیونکہ آپ کو یہ اندیشہ رہتا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ ان کے پاس انتظام جانے سے کسی مہمان کو تکلیف ہو۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ کوشش ان لوگوں کی طرف سے تھی جو آپ کا بوجھ ہلکا کرنے کیلئے ایسا نہیں کہتے تھے بلکہ ان کی نیتوں میں فساد تھا اور جو منافقین مدینہ کی طرح آپ پر اخراجات لنگر خانہ کے متعلق شبہ کرتے تھے۔ قال اللہ تعالیٰ
”وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ“

(58) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے بیان فرمایا کہ تمہارے تایا کے ہاں ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوئے تھے مگر دونوں بچپن میں فوت ہو گئے۔ لڑکی کا نام عصمت اور لڑکے کا نام عبدالقادر تھا۔ حضرت صاحب کو اپنے بھائی کی اولاد سے بہت محبت تھی چنانچہ آپ نے اپنی بڑی لڑکی کا نام اسی واسطے عصمت رکھا تھا۔

(59) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** خاکسار عرض کرتا ہے کہ بڑی بیوی سے حضرت مسیح موعودؑ کے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ اعنی مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد۔ حضرت صاحب ابھی گویا بچہ ہی تھے کہ مرزا سلطان احمد پیدا ہو گئے تھے۔ اور ہماری والدہ صاحبہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ ذیل اولاد ہوئی۔ عصمت جو 1886ء میں پیدا ہوئی اور 1891ء میں فوت ہو گئی۔ بشیر احمد اوّل جو 1887ء میں پیدا ہوا اور 1888ء میں فوت ہو گیا۔ حضرت خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد جو 1889ء میں پیدا ہوئے۔ شوکت جو 1891ء میں پیدا ہوئی اور 1892ء میں فوت ہو گئی۔ خاکسار مرزا بشیر احمد جو 1893ء میں پیدا ہوا۔ مرزا شریف احمد جو 1895ء میں پیدا ہوئے۔ مبارکہ بیگم جو 1897ء میں پیدا ہوئیں۔ مبارک احمد جو 1899ء میں پیدا ہوا اور 1907ء میں فوت ہو گیا۔ امۃ النصیر جو 1903ء میں پیدا ہوئی اور 1903ء میں ہی فوت ہو گئی۔ امۃ الحفیظ بیگم جو 1904ء میں پیدا ہوئیں۔ سوائے امۃ الحفیظ بیگم کے جو حضرت صاحب کی وفات کے وقت صرف تین سال کی تھیں باقی سب بچوں کی حضرت صاحب نے اپنی زندگی میں شادی کر دی تھی۔

(60) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب تم بچے تھے اور شاید دوسری جماعت میں ہو گے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ رفع حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو تم اس وقت ایک چارپائی پر الٹی سیدھی چھلانگیں مار رہے اور قلابازیاں کھا رہے تھے آپ نے دیکھ کر تبسّم فرمایا اور کہا دیکھو یہ کیا کر رہا ہے پھر فرمایا اسے ایم۔اے کرانا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فقرہ روزمرہ کی زبان میں بے ساختہ نکلا ہوا معلوم ہوتا ہے مگر غور کریں تو اس میں دو تین پیشگوئیاں ہیں۔

(62) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعض اوقات گھر میں بچوں کو بعض کہانیاں بھی سنایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک برے بھلے کی کہانی بھی آپ عموماً سناتے تھے جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ایک برا آدمی تھا اور ایک اچھا آدمی تھا۔ اور دونو نے اپنے رنگ میں کام کئے اور آخرکار برے آدمی کا انجام برا ہوا اور اچھے کا اچھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک بینگن کی کہانی بھی آپ سناتے تھے جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ایک آقا تھا اس نے اپنے نوکر کے سامنے بینگن کی تعریف کی تو اس نے بھی بہت تعریف کی چند دن کے بعد آقا نے مذمت کی تو نوکر بھی مذمت کرنے لگا۔ آقا نے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ اس دن تو تُو تعریف کرتا تھا اور آج مذمت کرتا ہے۔ نوکر نے کہا میں تو حضور کا نوکر ہوں بینگن کا نوکر نہیں ہوں۔

(70) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** بیان کیا ہم سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہ حضرت مسیح موعود کا زمانہ عجیب تھا قادیان میں دو دن گرمی نہیں پڑتی تھی کہ تیسرے دن بارش ہو جاتی تھی۔ جب گرمی پڑتی اور ہم حضرت صاحب سے کہتے کہ حضور بہت گرمی ہے تو دوسرے دن بارش ہو جاتی تھی۔ نیز مولوی سید سرور شاہ صاحب نے بیان کیا کہ اس زمانہ میں فصلوں کے متعلق بھی کبھی شکایت نہیں ہوئی۔ خاکسار نے گھر آکر والدہ صاحبہ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت صاحب جب فرماتے تھے کہ آج بہت گرمی ہے تو عموماً اسی دن یا دوسرے دن بارش ہو جاتی تھی۔ اور آپ کے بعد تو مہینوں آگ برستی ہے اور بارش نہیں ہوتی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کے زمانہ میں قادیان میں کبھی نماز استسقا نہیں پڑھی گئی اور آپ کے بعد کئی دفعہ پڑھی گئی ہے۔

(اس روایت کے متعلق یہ بات قابل نوٹ ہے کہ میرا یہ خیال کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں کبھی استسقا کی نماز نہیں پڑھی گئی، درست نہیں نکلا۔ دیکھو حصہ دوم روایت نمبر 415 مگر یہ خیال کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں قادیان میں بالعموم زیادہ دنوں تک مسلسل شدت کی گرمی نہیں پڑتی تھی بہرحال درست ہے)

(سیرۃ المہدی، جلد 1، صفحہ 44 تا 52، مطبوعہ قادیان 2007)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اگر ہم نے اپنی دنیا و عاقبت سنوارنی ہے اور درست رکھنی ہے تو ایک مومن کیلئے مسلسل استغفار ضروری ہے اور سچی توبہ کیلئے محنت ضروری ہے

(مستورات سے خطاب جلسہ سالانہ جرمنی 2019)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کیلئے استغفار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق عبادت بھی ضروری ہے

(مستورات سے خطاب جلسہ سالانہ جرمنی 2019)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے ہماری روحانی ترقی کیلئے جو فیوض جاری فرمائے ہیں اُن میں سے ایک فیضان جلسہ سالانہ بھی ہے

تقویٰ جو دنیا سے مفقود ہے اسے دنیا میں قائم کرنا جماعت احمدیہ کا ہی کام ہے، اگر ہم نے اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اس کے لئے کوشش نہ کی تو ہمارے دعوے اور ہمارے جلسے اور جلسوں میں شامل ہونے کے ذوق وشوق بے فائدہ ہیں

محبتوں کو پھیلانے اور انسانی قدروں کے قائم کرنے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اسوۂ حسنہ کی روشن مثالوں کا تذکرہ

ہندوستان کے انصاف پسند طبقے سے مَیں کہتا ہوں کہ
سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے اگر کسی بھی مذہب والے کو شدّت پسندی کرنے کی اجازت دے دی تو یہ ملک بھی بدامنی کا شکار ہو جائے گا

ہمدردی بنی نوع انسان سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کا تذکرہ اور جماعت کو نصیحت

اے مسیح محمدی کے غلامو! یہ آج تمہاری ذمہ داری ہے کہ اپنے عملوں سے، اپنی دعاؤں سے دنیا کے امن کو بحال رکھنے اور قائم رکھنے کیلئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے، اپنی تمام تر توجہ کو اس طرف پھیرتے ہوئے بھرپور کوشش کرو

(قادیان دارالامان میں منعقد ہونے والے جلسہ سالانہ سے 28/دسمبر 2011ء کو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا طاہر ہال بیت الفتوح لندن سے براہ راست اختتامی خطاب)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ- مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ- اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ- اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ- صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ-

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ قادیان اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ پورا سال جلسہ سالانہ کا انتظار رہتا ہے اور اس کی تیاری ہوتی ہے اور پھر کہیں ایک سال کے بعد جلسہ آتا ہے اور تین دن پلک جھپکتے میں گزر جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے ہماری روحانی ترقی کیلئے جو فیوض جاری فرمائے ہیں اُن میں سے ایک فیضان جلسہ سالانہ بھی ہے۔ یہ اس وقت دنیا میں ایک منفرد جلسہ ہے جس میں لوگ کسی دنیا دار یا سیاستدان کی فضولیات اور دنیا داری کی باتوں کو سننے کیلئے جمع نہیں ہوتے بلکہ خالصتاً دینی اور روحانی تذکرے اور باتیں سننے کیلئے جمع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی محفلوں کو سننے کیلئے جمع ہوتے ہیں تا کہ تعلق باللہ اور محبتِ الٰہی میں ترقی کر کے اللہ تعالیٰ سے تعلق میں مزید ترقی کریں۔ قرآنِ کریم کی تعلیم کو سمجھنے اور سیکھنے کیلئے جمع ہوتے ہیں تا کہ اپنی زندگیوں میں اس خوبصورت تعلیم کو زیادہ احسن رنگ میں جاری کر سکیں۔ حضرت محمد مصطفی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کی باتیں سننے، وہ زندگی جسکے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا خوبصورت رنگ میں فرمایا تھا کہ ''کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰنُ'' (مسند احمد بن حنبل حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہ حدیث نمبر 25108، جلد نمبر 8 صفحہ 144 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)۔ اسکے تذکرے سننے اور اپنی زندگیوں میں اس پاک اسوہ کو جاری کرنے کی کوشش کرنے کیلئے جمع ہوتے ہیں تا کہ اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بن سکیں۔ ہم ان جلسوں میں زمانے کے امام مسیح ومہدی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے اور فرستادے جس کو یہ بلند مقام عطا فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ھٰذَا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ۔'' (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 حاشیہ درحاشیہ نمبر 3 صفحہ 598)

یہ وہ آدمی ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے اس پیارے کی باتیں سننے کیلئے جمع ہوتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پیارا اس لئے بنالیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اُس پیارے سے خدا تعالیٰ کی خاطر پیار کرتا تھا جس کیلئے خدا تعالیٰ نے زمین وآسمان پیدا کئے۔ پس ایسے شخص سے تعلق جوڑنا اور اُس کی باتیں سننا اس لئے کہ اس فساد زدہ زمانے میں ہم اپنی اصلاح کرتے ہوئے اپنی دنیا و عاقبت سنوار سکیں، ایسا سودا ہے جس میں نفع ہی نفع ہے۔

پس ہمارے ان جلسوں کا مقصد یہ ہے اور اس مقصد کے حصول کیلئے سارا سال انتظار رہتا ہے۔ پس کیا ہی خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو اس دنیا داری کے دور میں اس نیک مقصد کیلئے جمع ہوتے ہیں اور آج کل اس بستی میں جمع ہیں جو اس مسیح ومہدی کی بستی ہے جسے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ تمام شاملینِ جلسہ نے یہ باتیں اپنے پیشِ نظر رکھتے ہوئے جلسے کے یہ تین دن گزارے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جلسے کی برکات جھولیاں بھر بھر کر ساتھ لے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔

پاکستان کے احمدیوں کو خاص طور پر اس جلسے کا انتظار رہتا ہے کہ قریب ہونے کی وجہ سے اور آجکل دونوں ملکوں کے حالات بھی کچھ بہتر ہیں تو اس کی وجہ سے زیادہ تعداد میں اُن کو جلسے میں شامل ہونے کی توفیق مل جاتی ہے۔ گو تعداد پھر بھی محدود رہتی ہے لیکن باری باری ہر سال جانے سے کچھ نہ کچھ حد تک تو اُس محرومی کا مداوا ہو جاتا ہے، کچھ حد تک تو تشنگی کم ہو جاتی ہے جو پاکستان کے احمدیوں کو پاکستان میں جلسہ نہ کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ پس میں یہ بھی اُمید کرتا ہوں کہ اس محرومی کے ختم ہونے کیلئے پاکستان کے احمدیوں نے خاص طور پر اپنے یہ دن دعاؤں میں گزارے ہوں گے اور بہت دعائیں کی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان محروموں کی دعاؤں کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے۔ اسی طرح عموماً باقی شاملین کی دعائیں بھی خدا تعالیٰ قبول فرمائے۔

پس شاملین نے جو کچھ یہاں سنا ہے اور جو پاک تبدیلیاں اپنے اندر محسوس کی ہیں خدا کرے یہ سب اُن کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے والے ہوں۔ جب تک یہ عارضی تبدیلیاں ہماری زندگیوں کا مستقل حصہ نہیں بنیں گی، ہم خدا تعالیٰ کے فضلوں کے مورد نہیں بن سکتے۔ پس خدا تعالیٰ نے ہم پر جو ذمہ داری ڈالی ہے ہمیں بہرحال اُسے نبھانے کی کوشش کرنی ہوگی۔

آج ان فسادوں سے جو دنیا میں برپا ہیں ہم نے صرف اس لئے بچنے کی کوشش نہیں کرنی کہ ہم اپنی دنیا و عاقبت سنوار سکیں بلکہ دنیا کی رہنمائی اور شر سے بچانا بھی ہماری ذمہ داری ہے اور اس کیلئے بھی ہم نے کوشش کرنی ہے۔ آج دنیا کو ہر قسم کے فساد سے بچانے اور خدا تعالیٰ کے حضور حقیقی رنگ میں جھکنے والا بنانے کی ذمہ داری احمدیوں کی ہے جنہوں نے اس زمانے کے امام کے ہاتھ پر بیعت کر کے یہ عہد کیا ہے کہ ہم بنی نوع انسان کی بہتری کیلئے ہمیشہ کوشاں رہیں گے اور نوعِ انسان کی اس سے زیادہ بھلائی اور کس چیز میں ہے کہ ہم اُسے خدا تعالیٰ کے حضور جھکنے والا بنا دیں تا کہ وہ تباہ ہونے سے بچ جائیں۔ اگر ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نے زمانے کے امام کو پا کر، اُس کی بیعت میں شامل ہو کر اُس حقیقی اسلام کو پالیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے اور ہم اُس اسلام کی اس حقیقت کو سمجھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے ہیں جو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآنِ کریم کی صورت میں اتارا تھا تو پھر ہمیں اپنے ہر عمل میں اور ہر قول میں تقویٰ پیدا کرنا ہوگا۔ اپنے ہر قول و فعل کو خدا تعالیٰ کی مرضی کے تابع کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اور اُس کی خشیت دل میں پیدا کرنی ہوگی۔ اپنی ذاتی اناؤں اور مفادات کو انسانیت کی بھلائی اور بقا کے لئے قربان کرنا ہوگا۔ آج احمدی ہی ہے جو تقویٰ کی حقیقی روح کو سمجھ سکتا ہے کیونکہ ہمیں ہی وہ حقیقی رہنمائی اس زمانے میں ملی ہے جس کی خوشخبری ہمیں خدا تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (سورۃ الجمعہ: 4) کہہ کر عطا فرمائی تھی اور ہم ہی وہ خوش قسمت ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آنے والے مسیح و مہدی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچایا ہے۔

پس تقویٰ جو دنیا سے مفقود ہے اسے دنیا میں قائم کرنا جماعت احمدیہ کا ہی کام ہے۔ اگر ہم نے اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اس کیلئے کوشش نہ کی تو ہمارے دعوے اور ہمارے جلسے اور جلسوں میں شامل ہونے کے ذوق وشوق بے فائدہ ہیں۔ ہم احمدی کس قدر خوش قسمت ہیں کہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے حبل اللہ کے تمام سامان مہیا فرما دیئے ہیں۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم نبی عطا فرمایا جو ہمارے لئے اُسوہ حسنہ ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (سورۃ الاحزاب:

22) یقیناً تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول میں ایک پاک نمونہ ہے اور پھر آپؐ سے یہ اعلان کروا کر کہ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران:32) کہ میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا، واضح فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ رسّی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے اسوہ پر چل کر اور جن سے محبت کر کے تم اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتے ہو۔ پس اس خاتم الانبیاء کے ساتھ سچا عشق و محبت کا تعلق اللہ تعالیٰ کی رسّی کا مضبوطی سے پکڑنا ہے۔

پھر حبل اللہ قرآن کریم ہے جو آخری شرعی کتاب ہے، جو کامل اور مکمل کتاب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری ہے جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تفصیل بیان ہوئی ہے جن کی ادائیگی سے بندہ خدا تعالیٰ کا قرب پاتا ہے، اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآنِ کریم وہ رسّی ہے جس کا ایک سرا آسمانوں پر ہے اور دوسرا سرا زمین پر۔ (سنن الترمذی کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ باب مناقب اھل بیت النبی ﷺ حدیث نمبر 3788)

اور پھر ہم احمدیوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی بہت بڑا احسان ہے کہ اس حبل اللہ کے تیسرے حصے کو بھی ہمیں پکڑا دیا اور وہ ہے خاتم الخلفاء کا مسیح موعود اور مہدی موعود کی صورت میں آنا۔

پس قرآن، نبوت اور خلافت حبل اللہ کو مکمل کرتی ہے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ کے ذریعہ سے خلافت کے نظام کو جاری فرمانا جس کا قیام منہاجِ نبوت پر ہے۔ اس وقت احمدیوں کے علاوہ تمام مسلمان مسلم امّہ کہلانے کے باوجود حبل اللہ کے اس تیسرے حصے کو پکڑنے سے محروم ہیں۔ ایک یہ انعام بھی اللہ تعالیٰ نے فرما دیا۔ لیکن ہم اس بات پر خوش نہیں ہو سکتے کہ دوسرے محروم ہیں اور ہم اس رسّی کو پکڑنے والے ہیں۔ اس حبل اللہ کو پکڑنے کا صحیح طریق یا صحیح حق ادا کرنے والا بننے کیلئے ہمیں بھی اُن تمام مسلمانوں کو جو روئے زمین پر بستے ہیں اس حبل اللہ سے جوڑنے کی کوشش کرنی چاہئے اور ہم نے کوشش کرنی ہے انشاء اللہ۔ عشقِ رسولِ عربی کا ہمارا دعویٰ بے وقعت ہوگا اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہونے والے ہر شخص کو آپ کے اس غلامِ صادق سے منسلک کرنے کی کوشش کرنے والے نہیں بنتے جس کے سپرد خدا تعالیٰ نے یہ کام کیا ہے کہ تمام فرقہ بندیوں کو ختم کر کے صرف ایک امت کا قیام کرو۔ وہ امّت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمائی تھی جس کا رنگ ہمیں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں میں نظر آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا کہ ''سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ'' (تذکرہ صفحہ 490 ایڈیشن چہارم 2004ء)

پس دینِ واحد پر جمع کرنے کی ذمہ داری آج مسیح موعود کے ماننے والوں کی بھی ہے تا کہ ہر قسم کی تفرقہ بازی کا خاتمہ ہو، تا کہ شانِ محمدی اور نورِ محمدی ایک نئی شان سے دنیا پر چھا جائے۔

پاکستان کے احمدی ملکی قانون اور سختیوں کی وجہ سے زمانے کے امام کا پیغام اگر پہنچا نہیں سکتے تو دعاؤں سے اپنی سجدہ گاہوں کو تر کر کے محروموں اور پیاسوں کے روحانی پانی سے فیضیاب ہو کر اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے کی توفیق پانے کیلئے اللہ تعالیٰ سے بھیک مانگیں تا ان لوگوں کی اصلاح ہو۔ جب ہر احمدی کی دعائیں اجتماعی رنگ میں خدا تعالیٰ تک پہنچیں گی تو انشاء اللہ تعالیٰ ان سخت دلوں کے دل بھی ایک دن نرم ہوں گے۔ روحانی نابیناؤں کی آنکھوں میں بھی روشنی آئے گی۔ پس ہمیں اپنی ذمہ داری کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور پھر یہیں پر بس نہیں۔ محسنِ انسانیت اور رحمۃ للعالمین تو تمام دنیا کو خدائے واحد کی پہچان کروانے کیلئے تشریف لائے تھے تا کہ دنیا ہر قسم کے فسادوں اور جنگوں سے بچے۔ تا کہ دنیا کے لوگ اپنی دنیا و عاقبت سنوار سکیں۔ تا کہ دنیا میں محبت سکون اور بھائی چارے کا قیام ہو اور اسی مقصد اور مشن کو آگے چلانے کیلئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔ یہی آپ کی بعثت کا ایک مقصد ہے۔

آجکل ہم دیکھتے ہیں کہ کیا مسلم اور کیا غیر مسلم ہر کوئی افراتفری اور فساد کا شکار ہے۔ حقوق اللہ کی تلفی تو ہو ہی رہی ہے، حقوق العباد کی تلفی بھی انصاف اور امن کے نام پر دنیا میں ہر جگہ ہمیں نظر آتی ہے۔ انصاف اور امن ہمیں کہیں نظر نہیں آتا۔ دنیاوی لالچیں حد سے زیادہ بڑھ چکی ہیں۔ دوسرے کی دولت کو حرص اور للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ اس میں افراد بھی شامل ہیں جن کی حرص اپنی تمام حدوں کو پھلانگ رہی ہے اور اس میں حکومتیں بھی شامل ہیں۔ آج دنیا میں ہر جگہ فساد اسی وجہ سے ہے اور یہ فسادات اسی بات کا نتیجہ ہیں۔ پس ہم نے مسلمانوں کو بھی ہدایت کی طرف رہنمائی کرنی ہے جو فرقہ بازی میں ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ رہے ہیں۔ اکثر عرب ملکوں کو بھی فرقہ واریت اور حکومت پر قبضہ کی خواہش اور حقوق کی پامالی نے فساد میں مبتلا کیا ہوا ہے۔ جتنے فسادات آجکل وہاں ہو رہے ہیں اسی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ اور دنیا میں دوسری جگہ بھی ہمیں لالچ اور حقوق کی پامالی، فساد کی وجہ نظر آتی ہے۔ ایسے حالات میں ایک امید گاہ ہے جو مسلمانوں اور غیر مسلموں کیلئے یکساں حقوق کی ضمانت دیتی ہے، جو معاشرے کے امن کی ضمانت دیتی ہے، جو محبت، پیار اور بھائی چارے کے قیام کی ضمانت دیتی ہے۔ یہ امید گاہ آج بھی اُسی طرح اُن تمام باتوں کے قیام کی ضامن ہے جس طرح آج سے چودہ سو سال پہلے تھی۔ آج سے چودہ سو سال پہلے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:42) میں محبت، پیار اور بھائی چارے کا قیام کر کے ایک دنیا کو حقوق العباد کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والا بنا دیا تھا۔ معاشرے میں امن کے قیام کے لئے ظلم کی انتہا کرنے والوں اور حیوان صفت انسانوں کی بربریت کے انتہائی نمونے قائم کرنے والوں کے مقابل پر اپنی تعلیم کے نیچے آنے والوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر اور برداشت کے وہ اعلیٰ نمونے قائم کروائے کہ جو رہتی دنیا تک بے مثال نمونے بن کر انسانیت کو اللہ تعالیٰ کی خاطر صبر و رضا کی دعوت دیتے رہیں گے۔

امن کیلئے آپؐ نے کیا کیا کوششیں کیں؟ تاریخ اسلام اس سے بھری پڑی ہے۔ مثلاً جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت فرمائی تو وہاں مختلف قسم کے طبقوں، دوسرے مذہب اور گروہوں کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سربراہِ حکومت تھے۔ آپ نے تمام قسم کے گروہوں کو ایک رکھنے کیلئے، معاشرے کے امن کے قیام کیلئے، ترقی کیلئے، ظلم کو ختم کرنے کیلئے، انصاف قائم کرنے کیلئے ایک معاہدہ کیا۔

اور وہاں کیونکہ یہودیوں کی تعداد زیادہ تھی، یہودیوں سے بھی علیحدہ معاہدہ ہوا جس کی بعض موٹی شرطیں یہ ہیں۔

یہود کو مسلمانوں کے ساتھ ایک فریق کی حیثیت سے مل کر رہنا ہوگا۔ مسلمان اور یہودی دونوں اپنے اپنے مذہب کے پابند رہیں گے۔ یہودی اور مسلمان دونوں ایک دوسرے گروہ اور فرد کے ساتھ صلح اور نصیحت پر عامل رہیں گے، یعنی اُس پر عمل کریں گے اور صلح اور نصیحت میں کسی قسم کی رخنہ اندازی درمیان میں نہ آنے دیں گے۔

پھر فریقین میں سے کوئی فرد یا جماعت دوسرے فریق کی حق تلفی گوارا نہیں کرے گی بلکہ ایک دوسرے کے گروہ کے مظلوم کی حمایت کرنا اُس کا فرض ہوگا۔ پھر یہ کہ ہر فرد اپنے ہمسائے کی طرفداری اپنے نفس کی مانند کرتا رہے گا۔ پھر فرمایا کہ دشمن سے صلح کی صورت میں اگر کسی نوع کی منفعت ہوگی تو مسلمانوں کی مانند دوسرے شرکائے قرار داد بھی اس سے نفع اُٹھانے والے ہوں گے۔ (سیاسی وثیقہ جات از عہدِ نبوی تا بہ خلافتِ راشدہ از ڈاکٹر محمد حمید اللہ حیدر آبادی صفحہ:22 تا 24 مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور طبع اول 1960ء)

پس قیامِ امن کی یہ انتہائی انصاف پر مبنی کوشش ہے جو معاشرے کے امن کی ضمانت ہے اور جو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں دیکھتے ہیں۔

پھر ایک امان نامہ جو نجران کے عیسائیوں کو دیا اُس کی انصاف پسندی کا معیار بھی دیکھیں جس کے چند پہلو یہ ہیں۔

ایک یہ کہ اُن کے دشمنوں سے اُن کی سرحدوں کی حفاظت اپنے گھڑ سوار اور پیدل مسلح اور زور آور مسلمانوں سے کروں گا۔

فرمایا: ان کے اطراف کا تحفظ اور اُن کے دشمنوں سے اُن کی حفاظت کروں گا۔

پھر فرماتے ہیں: اُن کے گرجے، عبادت خانے، خانقاہیں اور مسافر خانے خواہ وہ پہاڑوں میں ہوں یا کھلے میدان میں یا تیرہ و تار غاروں کے اندر ہوں یا وادیوں میں گھرے ہوئے ہوں یا وادیوں کے دامن اور ریگستان میں ہوں، سب کی حفاظت میرے ذمہ ہے۔

فرمایا: ان معابدین اور ان کے ہم مَشرب گروہ کے عقائد و رسومِ مذہب کے تحفظ میں میری ذمہ داری ہے۔

فرمایا: یہ لوگ خشکی اور بحری شرق و غرب کے کسی حصے میں کیوں نہ ہوں ان کے لئے میرے ساتھ مسلمانوں کا ہر فرد اس اَمان نامے کا پابند ہے۔

فرمایا: ان کے رعایا میں شامل ہونے سے بھی اُن کا محافظ ہوں، (یعنی میری رعایا میں شامل ہیں میں اُن کا محافظ ہوں) اور میرے ساتھ میرے وہ ساتھی بھی اس میں شامل ہیں جو اسلام کی طرف سے مدافعت پر سینہ سپر ہیں۔

فرمایا: کوئی مصیبت اُن کا تعاقب کرے ہم اُسے اُن تک نہیں پہنچنے دیں گے۔

آگے فرماتے ہیں کہ ہم اپنی جنگی مہموں میں اُنہیں اُن کی رضامندی کے بغیر شریک نہیں کر سکتے۔

پھر یہ کہ ان کے پادری، راہب اور سیاح جن مناصب پر ہیں اُنہیں معزول نہیں کروں گا۔

پھر فرمایا کہ ان کی عبادتگاہوں میں بھی مداخلت نہ کروں گا۔ پھر ایک یہ شرط ہے کہ نہ اُنہیں مہمان سرائے کے طور پر استعمال کروں گا۔

اُن کے علماء و زہاد اور مذہبی سربراہ خواہ کھلے میدان یا پہاڑوں میں ہوں، اُن پر سے جزیہ و خراج دونوں معاف ہیں۔

ذمی کو مسلمانوں کی حمایت میں جنگ کرنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ وہ ہمارے پناہ گزین ہیں جو اپنی اَمان کا عوض ادا کرتے ہیں۔

پھر ایک یہ کہ اگر وہ اپنی عبادتگاہوں اور خانقاہوں یا قومی عمارتوں کی مرمت کرنا چاہیں اور مسلمانوں سے مالی اور اخلاقی امداد کے طلبگار ہوں تو ان کی اعانت کرنا ہی چاہئے۔ یہ اعانت اُن پر قرض اور احسان نہ ہوگی بلکہ اس میثاق کی تقویت ہوگی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہِ احسان و کرم اُن سے کیا ہے۔ (سیاسی وثیقہ جات از عہدِ نبوی تا بہ خلافتِ راشدہ از ڈاکٹر محمد حمید اللہ حیدر آبادی صفحہ:108 تا 112 مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور طبع اول 1960ء)

پس یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ اُسوہ ہے جو امن قائم کرنے کیلئے آپ نے دکھایا، جو امان دینے کیلئے آپ نے اختیار کیا، جو محبت اور پیار پھیلانے کیلئے آپ نے دکھایا۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اُسوہ ہمیں محبتوں کو پھیلانے اور انسانی قدروں کے قائم کرنے کیلئے نظر آتا ہے۔ کیا آجکل ہمیں مسلمان امّت میں

ارشادِ نبوی ﷺ
اَسْلِمْ تَسْلَمْ (اربعین اطفال)
(اسلام لاؤ تو ہر خرابی، برائی اور نقصان سے محفوظ ہو جائے گا)
طالبِ دعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

سے کسی میں بھی یہ نظر آتا ہے۔ حُبِّ پیمبری کے دعوے تو بڑے ہیں۔ کہاں تو یہ اسوہ کہ غیر مذہب والوں کے جان و مال اور عزت کی ضمانت دی جا رہی ہے اور کہاں یہ حال ہے کہ غیر مذہبوں سے حسنِ سلوک تو علیحدہ رہا جو حکومت میں آتے ہیں اُن سے اپنے ہم مذہبوں کے دوسرے فرقوں کی جان و مال بھی محفوظ نہیں ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا مسلمان ملکوں میں ذاتی ہوس نے اور فرقہ بندی نے ان مسلمانوں کو اندھا کیا ہوا ہے اور ایک دوسرے کا بے دریغ قتل ہو رہا ہے۔ ماننے والے تو اُس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں جس نے اپنے ایک ماننے والے کو اس بات پر سخت سرزنش کی تھی کہ تُو نے ایک کلمہ گو کو قتل کر دیا۔ اس کے اس جواب پر کہ اُس نے جس شخص کو قتل کیا تھا اُس نے خوف کے مارے کلمہ پڑھا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تُو نے اُس کا دل چیر کر دیکھا تھا کہ خوف سے پڑھا ہے یا دل سے؟ (مسند احمد بن حنبل حدیث عمران بن حصین حدیث نمبر 20179 جلد 6 صفحہ 706 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

لیکن آج یہ علماء اور جو لیڈر بنے پھرتے ہیں ان کا ایک طبقہ ہے جو عالم الغیب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ احمدی دل سے کلمہ نہیں پڑھتے۔ اس لئے جو ظلم ان پر روا رکھا جا سکتا ہے رکھو۔ پھر ناموسِ رسالت کے نام پر جس مذہب والے کو چاہیں پھانسی پر لٹکا دیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے خود ہی نپٹے جو انسانیت کے نام کو داغدار کر رہے ہیں۔ امن کی ضمانت دینے والے کے نام پر ظلموں کے بازار گرم کر رہے ہیں۔ پر خدا کی بے آواز لاٹھی سے ان لوگوں کو ڈرنا چاہئے جو ظلموں کی انتہا کی وجہ سے جب پڑتی ہے تو پھر کسی کو کہیں کا نہیں چھوڑتی۔ مسلمان ممالک میں جہاں یہ باتیں بھی اب سامنے آنے لگ گئی ہیں کہ جس فرقے کی حکومت ہے وہ تو دوسرے فرقے کو تکلیفیں دینے کی حرکتیں کر رہے ہوتے ہیں لیکن ہندوستان جو سیکولر ملک ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس ملک میں ہندوؤں کی اکثریت ہے، یہاں بھی مسلمانوں نے وہی حرکتیں شروع کر دی ہیں اور حکومت سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ احمدیوں کے جلسے بند کرو۔ احمدیوں کی قرآنی نمائش بند کرو۔

اب ہمارے اس جلسہ سالانہ قادیان سے پہلے کئی جگہ یہ مظاہرے ہوئے اور مطالبے ہوئے کہ احمدیوں کے ٹی وی پروگرام بند کرو۔ احمدیوں کی انسانیت کیلئے خدمات کو روکو۔ احمدیوں کو خدائے واحد کی عبادت سے روکو۔ ان کے نعروں سے احمدیوں کا کچھ نہیں بگڑ سکتا اور حکومتوں کو مدد کیلئے پکارنے سے احمدیت کی ترقی نہیں رُک سکتی۔ احمدی خدائے واحد کی عبادت سے کبھی نہیں رُک سکتے اور نہ احمدی محسنِ انسانیت اور رحمۃ للعالمینؐ کے اُسوہ پر عمل کرنے سے رُک سکتے ہیں۔ کئی ایسے جابر، ظالم، فرعون صفت لوگ اور حکومتیں آئیں اور وہ دنیا سے حسرت لئے رخصت ہو گئیں۔ بلکہ ایسے لوگ اپنے بدانجام کے نظارے دیکھتے ہوئے بھی گئے لیکن احمدیت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی منزلوں کی طرف، ترقی کی طرف رواں دواں ہے اور ہمیشہ رہے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور یہی احمدیت کا مقدر ہے۔ لیکن ہندوستان کے انصاف پسند طبقے سے میں کہتا ہوں کہ سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے اگر کسی بھی مذہب والے کو شدت پسندی کرنے کی اجازت دے دی تو یہ ملک بھی بدامنی کا شکار ہو جائے گا۔ یہاں بھی سیکولر ہونے کے دعوے ختم ہو جائیں گے اور بدامنی اور سیاسی گراوٹ اور اخلاقی گراوٹ کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا۔ اس لئے اپنے اربابِ اہل وقت کو کہیں کہ اگر ملک کی ترقی اور امن چاہتے ہو تو ہر قسم کی شدت پسندی کے خاتمہ کی بھرپور کوشش کرو۔

اب میں پھر اسلام کی امن پسند تعلیم کی طرف آتے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم اُسوہ پیش کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

’’سورہ حج پارہ سترہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا (الحج: 41) یعنی اگر خدا تعالیٰ کی یہ عادت نہ ہوتی کہ بعض کو بعض کے ساتھ دفع کرتا تو ظلم کی نوبت یہاں تک پہنچتی کہ گوشہ گزینوں کے خلوت خانے ڈھائے جاتے اور عیسائیوں کے گرجے مسمار کئے جاتے اور یہودیوں کے معبد نابود کئے جاتے اور مسلمانوں کی مسجدیں جہاں کثرت سے ذکرِ خدا ہوتا ہے منہدم کی جاتیں۔ اس جگہ خدا تعالیٰ یہ ظاہر فرماتا ہے کہ اُن تمام عبادتخانوں کا مَیں ہی حامی ہوں اور اسلام کا فرض ہے کہ اگر مثلاً کسی عیسائی ملک پر قبضہ کرے تو ان کے عبادتخانوں سے کچھ تعرض نہ کرے اور منع کر دے کہ ان کے گرجے مسمار نہ کئے جائیں اور یہی ہدایت احادیث نبویہ سے مفہوم ہوتی ہے۔ کیونکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جبکہ کوئی اسلامی سپہ سالار کسی قوم کے مقابلہ کیلئے مامور ہوتا تھا تو اس کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ وہ عیسائیوں اور یہودیوں کے عبادتخانوں اور فقراء کے خلوتخانوں سے تعرض نہ کرے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلام کس قدر تعصّب کے طریقوں سے دور ہے کہ وہ عیسائیوں کے گرجاؤں اور یہودیوں کے معبدوں کا ایسا ہی حامی ہے جیسا کہ مساجد کا حامی ہے۔ ہاں البتہ اس خدا نے جو اسلام کا بانی ہے یہ نہیں چاہا کہ اسلام دشمنوں کے حملوں سے فنا ہو جائے بلکہ اُس نے دفاعی جنگ کی اجازت دی ہے اور حفاظتِ خود اختیاری کے طور پر مقابلہ کرنے کا اِذن دے دیا ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 394-393)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جنگ کئے وہ تیرہ برس تک خطرناک دکھ اُٹھانے کے بعد کئے اور وہ بھی مدافعت کے طور پر۔ تیرہ برس تک اُن کے ہاتھوں سے آپ تکالیف اُٹھاتے رہے۔ مسلمان مرد اور عورتیں شہید کی گئیں۔ آخر جب آپ مدینہ تشریف لے گئے اور وہاں بھی ان ظالموں نے پیچھا نہ چھوڑا تو خدا تعالیٰ نے مظلوم قوم کو مقابلہ کا حکم دیا اور وہ بھی اس لیے کہ شریروں کی شرارت سے مخلوق کو بچایا جائے اور ایک حق پرست قوم کیلئے راہ کھل جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کیلئے بدی نہیں چاہی۔ آپ تو رحم مجسّم تھے۔ اگر بدی چاہتے تو جب آپ نے پورا تسلّط حاصل کر لیا تھا اور شوکت اور غلبہ آپ کو مل گیا تھا تو آپ اُن تمام ائمۃ الکفر کو جو ہمیشہ آپ کو دُکھ دیتے رہتے تھے قتل کروا دیتے اور اس میں انصاف اور عقل کی رو سے آپ کا پلّہ بالکل پاک تھا۔ مگر باوجود اس کے کہ عُرفِ عام کے لحاظ سے اور عقل اور انصاف کے لحاظ سے آپ کو حق تھا کہ ان لوگوں کو قتل کروا دیتے مگر نہیں، آپؐ نے سب کو چھوڑ دیا۔ آج کل جو لوگ غدّاری کرتے ہیں اور باغی ہوتے ہیں انہیں کون پناہ دے سکتا ہے۔ جب ہندوستان میں غدر ہو گیا تھا اور اسکے بعد انگریزوں نے تسلّطِ عام حاصل کر لیا تو تمام شریر باغی ہلاک کر دیئے گئے اور ان کی یہ سزا بالکل انصاف پر مبنی تھی۔ باغی کیلئے کسی قانون میں رہائی نہیں۔ لیکن یہ آپ ہی‘‘ (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم) ’’کا حوصلہ تھا کہ اس دن آپ نے فرمایا کہ جاؤ تم سب کو بخش دیا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نوعِ انسان سے بہت بڑی ہمدردی تھی، ایسی ہمدردی کہ اس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی۔ اس کے بعد بھی اگر کہا جاوے کہ اسلام دوسروں سے ہمدردی کی تعلیم نہیں دیتا تو اس سے بڑھ کر ظلم اَور کیا ہوگا؟ یقیناً یاد رکھو کہ مومن متقی کے دل میں شر نہیں ہوتا۔ جس قدر انسان متقی ہوتا جاتا ہے اسی قدر وہ کسی کی نسبت سزا اور ایذا کو پسند نہیں کرتا۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 219-218، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس ہمیں اس بارے میں تو ذرا بھی شک نہیں کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو دنیا میں قیامِ امن کا ضامن ہے اور کبھی بدامنی کیلئے اس نے کوئی تعلیم نہیں دی اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے عمل سے اور اُسوہ سے اور اُن کے زمانے سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ کبھی اسلام نے مذہب کے پھیلاؤ کیلئے حملے کئے ہوں اور بدامنی دنیا میں پیدا کی ہو۔ ہاں جب اسلام پر حملے ہوئے تو اُس کے جواب دیئے گئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسی بنی نوع انسان کی ہمدردی ہمیں کہیں نظر نہیں آتی۔ اور یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ آپ کے عمل سے یا آپ کے صحابہ کے عمل سے کبھی یہ ثابت ہو کہ انہوں نے بدامنی پھیلائی ہو یا انسانیت کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کی ہو کیونکہ آپؐ وہ نبی ہیں جن کا خُلق قرآن کی تعلیم ہے۔ اور قرآنِ کریم فرماتا ہے کہ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ (المائدۃ: 9) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

پس اگر ہم اُسوۂ رسولؐ پر چلنے کا دعویٰ کرنے والے ہیں تو کسی قوم کی دشمنی بھی ہمیں انصاف کے قیام سے روک نہیں سکتی۔ دنیا کی کوئی کوشش ہمیں قیامِ امن سے روک نہیں سکتی۔ آپؐ نے محبت پھیلانے کیلئے اپنے بدترین دشمنوں کو بخش دیا تھا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جن کو سزا دینا عین انصاف کے مطابق تھا، اُنہیں بھی بخش دیا تھا۔ (ماخوذ از چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 234) تو یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ آپ انصاف کے تقاضے پورے نہ کرتے۔ پس آپ سے محبت رکھنے والا اور آپؐ کی اتباع کرنے والا کوئی حقیقی مومن انصاف کی پامالی نہیں کر سکتا۔ اور جو لوگ انصاف کی پامالی کرنے والے ہیں اُن کے دلوں میں تقویٰ نہیں ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ قرآنِ کریم ہی آخری شریعت ہے۔ شرعی کتاب ہے جو ہر لحاظ سے مکمل اور کامل ہے۔ کبھی خدا تعالیٰ اس کو ضائع ہوتے دیکھ نہیں سکتا۔ اسی لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود و مہدی معہود کو بھیجا ہے تا کہ تقویٰ دلوں میں قائم ہو۔ آخری کامل اور مکمل دین کے ماننے والوں کو یہ خوشخبری دی کہ آخرین پہلوں سے ملیں گے اور ہم اس بات

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم   وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ (تذکرہ صفحہ 11)

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL

a desired destination for royal weddings & celebrations.

2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate

HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201

Contact Number : 09440023007, 08473296444

کے گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا اور آج ہم جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والوں کے ذریعہ سے اُمّتِ واحدہ بننے کے نظارے دیکھ رہے ہیں۔تقویٰ پر چلتے ہوئے انصاف اور امن کے قیام کی کوشش کرنے والوں کو ہم دیکھ رہے ہیں۔ہم زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے قیامِ امن اور صلح اور آشتی اور بھائی چارے اور سب سے بڑھ کر توحید کے قیام کے لئے کوششوں کو پڑھ اور سُن رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’ہمارا یہ اصول ہے کہ کُل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اُس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔اگر ایک شخص ہمارے مُریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اُس کے چھڑانے کیلئے مدد نہیں کرتا تو مَیں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔اسلام اس قوم کے بدمعاشوں کا ذمہ وار نہیں ہے۔بعض ایک ایک روپیہ کی لالچ پر بچوں کا خون کردیتے ہیں۔ایسی وارداتیں اکثر نفسانی اغراض سے ہوا کرتی ہیں اور پھر بالخصوص ہماری جماعت جو نیکی اور پرہیزگاری سیکھنے کیلئے میرے پاس جمع ہے وہ اس لئے میرے پاس نہیں آتے کہ ڈاکوؤں کا کام مجھ سے سیکھیں اور اپنے ایمان کو برباد کریں۔مَیں حلفاً کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں۔ہاں جہاں تک ممکن ہے اُن کے عقائد کی اصلاح چاہتا ہوں۔اور اگر کوئی گالیاں دے تو ہمارا شکوہ خدا کی جناب میں ہے، نہ کسی اور عدالت میں۔اور باایں ہمہ نوع انسان کی ہمدردی ہمارا حق ہے۔‘‘

(سراج منیر روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 28)

پھر اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے آپ ایک جگہ مزید فرماتے ہیں: ’’مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ اُن کو مناسب ہے کہ اُن کی گالیاں سن کر برداشت کریں‘‘۔(یعنی دشمنوں کی، مخالفین کی گالیاں سن کر برداشت کریں)۔’’اور ہرگز ہرگز گالی کا جواب گالی سے نہ دیں کیونکہ اس طرح پر برکت جاتی رہتی ہے۔وہ صبر اور برداشت کا نمونہ ظاہر کریں اور اپنے اخلاق دکھائیں۔یقیناً یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اُس کو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اُس کی عقل و فکر کی قوّتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہوجاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے۔غصّہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں اس لئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 132، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ وہ خوبصورت تعلیم ہے جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر احمدی سے توقع کی ہے کہ یہی چیز ہمیں اُس نور کو حاصل کرنے والا بنائے گی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے اور جس کی اس زمانے میں تجدید آپؐ کے عاشقِ صادق نے کی۔آج آپ کی بیعت میں آنے والوں کی جماعت ہی ہے جو دنیا کے امن کی ضمانت ہے۔لیکن ہم میں سے ہر ایک کو اپنے دل کو ٹٹولنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم صرف بیعت میں آنے کا دعویٰ کر کے دنیا کو امن دے سکتے ہیں؟ نہیں۔اس کیلئے ہمیں اُس درد کو سمجھنا ہوگا جو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں بنی نوع انسان کے لئے تھا اور جو امام الزمان ہمارے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ہمیں اس درد کو سمجھتے ہوئے اپنے دلوں سے پیار، محبت اور انسانی قدروں کے سَوتے جاری کرنے ہوں گے۔دلوں کی کدورتوں اور محبتوں کو ہر چھوٹی سے چھوٹی سطح پر ختم کرتے ہوئے وہ چشمے جاری کرنے ہوں گے جو دنیا کو زندگی بخش ٹھنڈا پانی مہیا کریں، جو قلب و روح کی تسکین کا باعث بنیں، جو جسمانی سکون بھی مہیا کریں اور روحانی سکون بھی مہیا کریں۔ہمیں اپنے ہر عمل سے دنیا کو ظلم سے محفوظ رکھنے کیلئے کوشش کرنی ہوگی۔ہمیں انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے جس کا قرآنِ کریم میں ذکر ہے اور جو آیت میں نے پڑھی اُس میں بھی ذکر آتا ہے، ظلم کے خلاف جہاد کرنا ہوگا۔اگر یہ سب ہوگا تبھی ہم محسنِ انسانیت کے حقیقی محب بن سکیں گے۔تبھی ہم رحمۃ للعالمین کے غلامِ صادق کے مشن کو آگے لے جانے والے بن سکیں گے۔معاشرے میں چھوٹی سے چھوٹی سطح سے لے کر ملکی اور بین الاقوامی سطح پر ظلموں کو روکنے کیلئے ہمیں اپنی بساط کے مطابق کوشش کرنی ہوگی۔ ہمارا یہاں جلسہ میں شامل ہونا تبھی فائدہ مند ہوگا جب ہم اپنے ایمان کو اعمالِ صالحہ کے ساتھ مضبوط کریں گے اور جیسا کہ میں نے کہا سب سے بڑھ کر یہ کہ ہم اپنی دعاؤں سے اپنی سجدہ گاہوں کو تَر کریں گے۔ ہماری دعائیں اپنے آپ کو ظلموں سے بچانے کیلئے نہیں ہوں گی بلکہ اپنے دل میں انسانیت کا درد رکھتے ہوئے ہم انسانیت کیلئے دعائیں کریں گے۔خدا تعالیٰ کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنے کیلئے دعائیں کریں گے۔اپنی کوششوں کے ساتھ دنیا کو خدائے واحد کے قدموں میں ڈالنے کیلئے دعائیں کریں گے۔اللہ تعالیٰ سے اُس کی مخلوق کے دل نرم ہونے کیلئے دعائیں کریں گے۔رحمۃ للعالمینؐ کا جھنڈا دنیا میں لہرانے کیلئے دعائیں کریں گے کہ اسی میں انسانیت کی بقا ہے۔اسی میں دنیا کی بقا ہے۔اسی سے دنیا میں امن، محبت قائم ہوگا۔اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں اور کوئی طریق نہیں جو دنیا کو امن و محبت کے اسلوب سکھائے۔

آجکل دنیاوی حکومتیں کہتی ہیں کہ ہم امن کی خاطر جنگ کر رہے ہیں۔ہم انسانیت کو ظلموں سے بچانے کیلئے ہتھیار دے رہے ہیں۔یہ سب غلط ہیں۔یہ جھوٹے ہیں۔اُن کے پیشِ نظر صرف اور صرف ذاتی مفادات ہیں۔دوسرے ملکوں میں جا کر جنگ کرنا صرف اس لئے ہے کہ دوسرے کی دولت پر نظر ہے۔دولت کا حصول اصل مقصد ہے نہ کہ مقصد اَمن قائم کرنا ہے۔یہ اپنی طاقت کا اظہار ہے اور دوسرے کو زیر کرنے کی کوشش ہے۔پس یہ ذاتی مفادات ہیں جو امن کے نام پر جنگوں کے محاذ کھول رہے ہیں۔جو آزادی رائے اور آزادی ضمیر کی مدد کے نام پر دوسرے ملکوں میں اپنے اڈے قائم کر رہے ہیں یا قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کیونکہ ان کے دنیاوی مفادات ہیں۔یہ لوگ خدا تعالیٰ سے دور ہیں اسلئے یہ دنیادار انصاف کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتے اور یہی ہم ان کے عملوں سے دیکھ رہے ہیں اور یہی دنیا میں ہمیں آجکل نظر آ رہا ہے۔انصاف کے نام پر انسانیت کا خون ہو رہا ہے اور اس کے نتیجے میں نئے سے نئے دہشت گرد گروہ پیدا ہوتے چلے جا رہے ہیں اور دنیا خوفناک تباہی کو آواز دیتی چلی جا رہی ہے۔

پس اے مسیح محمدی کے غلامو! یہ آج تمہاری ذمہ داری ہے کہ اپنے عملوں سے، اپنی دعاؤں سے دنیا کے امن کو بحال رکھنے اور قائم رکھنے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی تمام تر توجہ کو اس طرف پھیرتے ہوئے بھرپور کوشش کرو۔

امام الزمان کی اس بستی سے جہاں آپ اپنی روحانی بہتری کے لئے جمع ہوئے ہیں یہ عہد کر کے اُٹھیں کہ ہم اپنے اندر ایک انقلابی تبدیلی پیدا کر کے یہاں سے جائیں گے اور خدائے واحد و یگانہ سے وہ تعلق پیدا کریں گے جس سے جلد تر دنیا میں وہ انقلاب پیدا ہو جس سے دنیا مفاد پرستی اور بدامنی میں ڈوبنے کی بجائے اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچاننے والی بن جائے کہ یہی وہ اہم مقصد تھا جس کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے اور یہی وہ اہم مقصد ہے جس کے حاصل کرنے کیلئے آپ نے ہم سے بیعت لی ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے بعد دعا ہوگی۔اللہ تعالیٰ خیریت سے آپ لوگوں کو اپنے گھروں میں لے جائے۔راستے کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔واپسی کے سفر کو بھی صدقات سے شروع کریں اور دعاؤں میں گزاریں۔اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔درویشانِ قادیان اور اُن کی اولادوں کو، اسی طرح پاکستان کے احمدیوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔دنیا کے تمام احمدیوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔کسی بھی طرح، کسی بھی قسم کی مشکل میں گرفتار لوگوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔دکھی انسانیت کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔اللہ تعالیٰ سب پر فضل فرمائے۔اللہ تعالیٰ اُن کو صحیح راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔اب دعا کرلیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 28/دسمبر 2012)

......☆......☆......☆......

ولادت و درخواست دعا

مکرم اجیت محمد صاحب معلم سلسلہ جماعت احمدیہ برنو ضلع اونا (صوبہ ہماچل) کے چھوٹے بھائی مکرم انوارالدین صاحب مبلغ سلسلہ ہوشیارپور کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 15/جولائی 2020ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچے کا نام جمال الدین تجویز فرمایا ہے۔بچہ وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل ہے اس کی صحت و سلامتی درازی عمر، نیک صالح خادم دین بننے کیلئے نیز نومولود کی والدہ کی صحت یابی اور آپریشن کی تمام پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (راجہ جمیل احمد، انسپکٹر اخبار بدر)

شعبہ نورالاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

Alam Associates
Architect & Engineers
+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)
Mobile : 8978952048
NEW Lords SHOE Co.
lordsshoe.co@gmail.com
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
16-10-27/105/82, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT
طالبِ دعا
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695
#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

اسلام کا امن کا پیغام اپنے عمل سے دنیا کو دیں

انسانیت کی خدمت کریں اور کبھی کسی فتنہ وفساد میں شامل نہ ہوں

(آزادیٔ ضمیر ومذہب اور ہمدردیٔ بنی نوع انسان پر مبنی اسلام کی حسین اور پرامن تعلیم کا تذکرہ)

جلسہ سالانہ بورکینا فاسو 2004ء کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا افتتاحی خطاب

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا: معزز مہمانان کرام اور میرے پیارے بھائیو، بہنو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بورکینا فاسو کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے بلکہ ایک لحاظ سے جمعہ سے ہی شروع ہو بھی چکا ہے۔ آپ لوگ جو یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اس نیت سے اکٹھے ہوئے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں شامل ہو کر آپ نے اسلام کی جس خوبصورت تعلیم کو اختیار کیا ہے اس میں ایک نئی روح پھونکیں اور یہاں سے تازہ دم ہو کر جائیں اور اس خوبصورت تعلیم کا پرچار کریں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ تعلیم ہے کیا؟ اس تعلیم میں دو ہی بڑی باتیں ہیں۔ ایک تو یہ پہلی بات کہ اپنے پیدا کرنے والے کی عبادت کریں، اس کے آگے جھکیں اور اسکو ہی اپنا سب کچھ سمجھیں۔ دوسرے انسانیت کی خدمت کریں اور کبھی کسی فتنہ وفساد میں شامل نہ ہوں۔ حکومت کی بھلائی کیلئے دعائیں کرتے رہیں اور ہمیشہ اس کے فرمانبردار رہیں۔ کیونکہ جو بھی حکومت ہو احمدی ہمیشہ اس کا فرمانبردار ہی رہتا ہے۔ کبھی کسی فتنہ پیدا کرنے والے کا ساتھ نہ دیں۔ ہمیشہ امن کی تعلیم دیتے رہیں کیونکہ یہی اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَیۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِی الۡاَرۡضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیۡعًا (المائدہ:33) کہ جس نے بھی کسی ایسے نفس کو قتل کیا کہ اس نے کسی دوسرے کی جان نہ لی ہو یا زمین میں فساد نہ پھیلایا ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔

اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں:

’’جس شخص نے ایسے شخص کو قتل کیا کہ اس نے کوئی ناحق کا خون نہیں کیا تھا یا کسی ایسے شخص کو قتل کیا جو نہ بغاوت کے طور پر امن عامہ میں خلل ڈالتا تھا اور نہ زمین میں فساد پھیلاتا تھا تو اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔ یعنی بے وجہ ایک انسان کو قتل کر دینا خدا کے نزدیک ایسا ہے کہ گویا تمام بنی آدم کو ہلاک کر دیا۔ ان آیات سے ظاہر ہے کہ بے وجہ کسی انسان کا خون کرنا کس قدر اسلام میں جرم کبیر ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 23، صفحہ 394)

تو یہ ہے اسلام کی خوبصورت تعلیم کہ بلا وجہ کسی کو قتل کرنا، کسی کا خون بہانا اسی طرح ہے گویا تم نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا۔ یعنی ایک آدمی کو بھی قتل کرنے کا گناہ تم پر ایسا ہی ہے جیسے ہزاروں معصوم جانوں کا تم نے قتل کر دیا۔ اب ہر کوئی تصور کر سکتا ہے کہ بلا وجہ ہزاروں معصوم جانوں کو قتل کرنے کی سزا کس قدر ہوگی۔ اب اس کے خلاف جو بھی کرتا ہے وہ اسلام کی تعلیم کے خلاف کرتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں مزید اس سے بھی آگے لے جاتے ہیں جو باتیں مَیں نے کی ہیں کیونکہ انہوں نے صحیح غور اور تدبر سے اسلامی تعلیم کو دیکھا اور سمجھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی راہنمائی فرمائی۔

آپ اس آیت کی مزید تشریح فرماتے ہیں کہ ’’جو شخص ہمدردی کو چھوڑتا ہے وہ دین کو چھوڑتا ہے۔ قرآن شریف فرماتا ہے مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَیۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ یعنی جو شخص کسی نفس کو بلا وجہ قتل کر دیتا ہے وہ گویا ساری دنیا کو قتل کرتا ہے۔ فرماتے ہیں ایسا ہی میں کہتا ہوں کہ اگر کسی شخص نے اپنے بھائی کے ساتھ ہمدردی نہیں کی تو اس نے ساری دنیا کے ساتھ ہمدردی نہیں کی۔ (الحکم جلد 9، نمبر 15، مورخہ 30/اپریل 1905ء صفحہ 2، بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، جلد دوم صفحہ 405)

اب اس آیت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اور خوبصورت نکتہ نکالا ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اسلام تشدد کی تعلیم دیتا ہے یہ لوگوں کی سمجھ کا قصور ہے۔ اسلام تو یہ کہتا ہے کہ اگر تم کسی انسان سے ہمدردی نہیں کرتے تو تب بھی تم دنیا کا امن وسکون برباد کرنے والے ہو۔ اس لئے کسی کو قتل کرنا تو ایک طرف رہا، تمہیں تو چاہئے کہ دنیا کے ہر فرد کے ساتھ ہمیشہ ہمدردی کا رویّہ رکھو اور اسلام کی امن کی تعلیم کو پھیلاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں ہمیں اس ہمدردی کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ کچھ میں یہاں بیان کرتا ہوں۔

’’ایک دفعہ اہل مکہ نے یمامہ کے ایک سردار ثمامہ کو کہا کہ سنا ہے کہ تو بے دین ہو گیا ہے اس لئے ہم نے تیرے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ ثمامہ نے کہا میں بے دین نہیں ہوا بلکہ سب سے بہترین دین یعنی محمدؐ کے دین میں داخل ہوا ہوں۔ اس نے کہا خدا کی قسم تمہارے لئے سارا غلّہ یمامہ سے آتا ہے اگر تم نے مجھے تنگ کیا تو تمہیں وہاں سے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں مل سکے گا۔ اس پر قریش ڈر گئے لیکن پھر بھی انہوں نے ثمامہ کو کافی تنگ کیا۔ جب ثمامہ واپس اپنے وطن پہنچے تو انہوں نے اپنی قوم کو کہا خبردار مکہ والوں کے ہاتھ غلّے کا ایک دانہ بھی فروخت نہیں کرنا۔ اہل مکہ اس وجہ سے بہت تنگ ہوئے اور بھوکوں مرنے لگے۔ تو اہل مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ آپ کا مقام بہت اونچا ہے جنگوں میں ہمارے باپ تو قتل ہو چکے ہیں اب انکی اولاد آپ کے ہاتھوں بھوکی مر رہی ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ثمامہ کو لکھا کہ اہل مکہ کے ساتھ حسب سابق خرید وفروخت جاری رکھو۔ کیونکہ دشمن کو بھوکا مارنا اچھی بات نہیں۔‘‘

(ترید بخاری، الجزء الثانی، صفحہ 293)

اس خوبصورت تعلیم کا اثر آپ کے صحابہ میں بھی تھا اور وہ بھی اس کے مطابق عمل کیا کرتے تھے۔ نہ صرف مرد صحابہ بلکہ عورتیں بھی اس قسم کے نظائر دکھاتی رہی ہیں کہ ہمدردیٔ خلق کیلئے کھڑی ہو جاتی تھیں اور اپنی قربانی کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتی تھیں۔

حضرت امّ ھانی بنت ابی طالب روایت کرتی ہیں کہ میں ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھر گئی۔ آپ غسل فرما رہے تھے اسکے بعد آپ نے نفل ادا کئے اور پھر میرا حال پوچھا۔ وہ کہتی ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول میری ماں کا بیٹا علی یعنی میرا بھائی ایک آدمی کو قتل کرنا چاہتا ہے اور میں نے اس کو پناہ دے دی ہے اور وہ فلاں کا بیٹا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے اُمّ ھانی جس کو تو نے پناہ دی ہے، ہم نے بھی اس کو پناہ دے دی تو یہ ہے اسلام کی امن کی تعلیم کہ ایک عورت ایک معصوم جان کو بچانے کیلئے اپنے بھائی کے مقابلے پر کھڑی ہو جاتی ہے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

ایک اور روایت میں آتا ہے ’’طارق محاربی کا بیان ہے کہ جب اسلام عرب میں پھیلنا شروع ہوا تو ہم چند آدمی مدینہ کو روانہ ہوئے۔ جب مدینے پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد میں خطبہ دے رہے تھے۔ ہم لوگوں کو دیکھ کر ایک انصاری نے اٹھ کر کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ لوگ بنو ثعلبہ کے قبیلے کے ہیں اور ان کے مورث نے ہمارے خاندان کے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ اسکے بدلے میں انکا ایک آدمی قتل کرا دیجئے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ باپ کا بدلہ بیٹے سے نہیں لیا جا سکتا۔‘‘ (دار قطنی، الجزء الثانی، صفحہ 307)

یہ ہے اسوۂ حسنہ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قائم فرمایا کہ کسی کے قتل کا بدلہ لینے کیلئے، خون بہا لینے کیلئے قبیلوں میں سالوں جو لڑائیاں ہوتی تھیں اور بعض دفعہ نسل در نسل یہ سلسلہ چلتا تھا آپؐ نے اپنی حسین تعلیم کے ذریعہ سے اس گناہ سے عربوں کو نکالا اور فرمایا کہ باپ کا بدلہ بیٹے سے نہیں لیا جا سکتا۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ (بقرہ:257) دین میں کوئی جبر نہیں۔ اسکی بھی ایک حسین مثال دیکھیں۔ حضرت عمرؓ کا ایک غلام تھا جو مسلمان نہیں تھا۔ آپ اس کو اکثر کہا کرتے تھے کہ مسلمان ہو جاؤ اور وہ انکار کر دیتا تھا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے کبھی اس پر سختی نہیں کی بلکہ لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ کہہ کر چُپ ہو جاتے تھے آخر حضرت عمرؓ نے اپنی آخری بیماری میں اُسے آزاد بھی کر دیا۔

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’کہ میں نہیں جانتا کہ ہمارے مخالفوں نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ خدا تو قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ یعنی دین اسلام میں جبر نہیں۔ تو پھر کس نے جبر کا حکم دیا۔ اور جبر کے کون سے سامان تھے۔ اور کیا وہ لوگ جو جبر سے مسلمان کئے جاتے ہیں ان کا یہی صدق اور یہی ایمان ہوتا ہے کہ بغیر کسی تنخواہ پانے کے، باوجود دو تین سو آدمی ہونے کے ہزاروں آدمیوں کا مقابلہ کریں اور جب ہزار تک پہنچ جاویں تو کئی لاکھ دشمن کو شکست دیدیں۔ اور دین کو دشمن کے حملے سے بچانے کیلئے بھیڑوں بکریوں کی طرح سر کٹا دیں۔ اور اسلام کی سچائی پر اپنے خون سے مہریں کر دیں۔ اور خدا کی توحید کو پھیلانے کیلئے ایسے عاشق ہوں کہ درویشانہ طور پر سختی اٹھا کر افریقہ کے ریگستان تک پہنچیں اور اس ملک میں اسلام کو پھیلا دیں اور پھر ہر یک قسم کی صعوبت اٹھا کر چین تک پہنچیں۔ نہ جنگ کے طور پر بلکہ درویشانہ طور پر۔ اور اس ملک میں پہنچ کر دعوت اسلام کریں۔ تم ایماناً کہو کہ کیا یہ کام ان لوگوں کا ہے جو جبراً مسلمان کئے جاتے ہیں، جن کا دل کافر اور زبان مومن ہوتی ہے۔ نہیں، بلکہ یہ ان لوگوں کے کام ہیں جن کے دل نور ایمان سے بھر جاتے ہیں اور جن کے دلوں میں خدا ہی خدا ہوتا ہے۔‘‘ (پیغام صلح، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 468 تا 469)

اب آزادیٔ ضمیر اور مذہب کی بات کرتا ہوں۔ آزادیٔ ضمیر اور مذہب کی جو تعلیم اسلام دیتا ہے اس کیلئے یہ ایک مثال ہی کافی ہے۔ مخالفین کے بعض گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رعایا بن جانے کے باوجود اپنے پرانے مذہب پر قائم رہنا چاہتے تھے۔ اس لئے قدرتی طور پر ان کے دل میں سوال پیدا ہوا کہ اب ان کا کیا بنے گا۔ کیونکہ جب وہ صاحب اختیار تھے تو مسلمانوں پر سختی کیا کرتے تھے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بے شک تم نے اپنی ظالمانہ ذہنیت کے ماتحت ایک غلط روش اختیار کی تھی لیکن حق ہر حال پر قائم رہے گا، جاؤ تم پر کوئی گرفت نہیں۔ تم میں سے ہر ایک مذہب کے بارے میں

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں امام بنا کر بھیجا ہے تا کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو اصل شکل میں پھر دنیا کے سامنے پیش کیا جائے

احباب جماعت کو نمازوں کی پابندی، انفاق فی سبیل اللہ، اطاعت نظام، سچائی کو لازم پکڑنے، ہمدردی بنی نوع انسان اور خدمت خلق کے نظام کو مزید وسعت دینے کی طرف توجہ کی تاکیدی نصائح

احمدی بچے تعلیم کی طرف خاص توجہ دیں، باصلاحیت بچوں کی اعلیٰ تعلیم کی راہ میں مالی کمی کو جماعت پورا کرے گی، انشاء اللہ

بورکینا فاسو میں جماعت کے مختلف رفاہی کاموں کا تذکرہ

(اختتامی خطاب 27/مارچ 2004ء برموقع جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ بورکینا فاسو)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا: آج ابھی میرے اس خطاب کے بعد بلکہ اس کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ بورکینا فاسو کا 15 واں جلسہ سالانہ انشاء اللہ اختتام کو پہنچے گا۔ ان جلسوں کا مقصد جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ دینی اور روحانی معیار کو بلند کرنا ہے۔ اور مختلف جگہوں کے لوگوں کے آپس میں مل بیٹھنے سے محبت اور بھائی چارے کی فضا کو پیدا کرنا اور بڑھانا ہے۔ سب سے پہلا مقصد روحانی معیار کو بڑھانے کیلئے یہ ہے کہ انسان ایک خدا کی عبادت کرے۔ اللہ تعالیٰ بھی یہی فرماتا ہے کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے تا کہ وہ میری عبادت کریں۔ اسی لئے انسانوں کو خدا کا بندہ بنانے کیلئے انبیاء مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ اور اسی لئے کامل اور مکمل شریعت کی تعلیم دے کر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تا کہ تمام دنیا کے انسانوں کو عباد الرحمن بنایا جائے اور اللہ تعالیٰ نے جو احکامات دیئے ہیں ان پر عمل کرنے والا بنایا جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں امام بنا کر بھیجا ہے تا کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو اصل شکل میں پھر دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ ایسے لوگوں کی مومنین کی جماعت پیدا کی جائے جو حقیقی معنوں میں عباد الرحمن ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے بھی ہوں اور اس کے احکامات پر عمل کرنے والے بھی ہوں۔ ہر قسم کے شرک ظاہری اور چھپے ہوئے سے پرہیز کرنے والے بھی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت اور ہمدردی کرنے والے بھی ہوں۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کی اس جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ پس یہ ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ خالصۃً اللہ کے ہو کر اس کی عبادت کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دیتا ہے کہ پانچ وقت کی نمازیں ادا کرو تو پانچ وقت کی باقاعدہ نمازیں ادا کرنے والے بنیں۔ اور نہ صرف پانچ وقت نمازیں ادا کریں بلکہ مسجدوں میں جا کر باجماعت نمازیں ادا کریں تا کہ مساجد آباد رہیں۔ باجماعت نمازوں میں اپنے شوق کو بھی بڑھائیں اور اپنے بچوں کو بھی نمازی بنائیں، اپنے آپ کو بھی اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرنے والا بنائیں، اپنی عورتوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا بنائیں۔ ہماری مصروفیات یا ہماری روایات کبھی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل کرنے والی نہ ہوں۔ یہ نہ ہو کہ ہماری ضروریات ہمیں اللہ سے غافل کر کے دوسروں کے آگے جھکانے والی بن جائیں۔ بعض دفعہ غیر محسوس طریق پر روایات یا ضروریات کے شرک میں انسان مبتلا ہو جاتا ہے اس لئے اس سے بچیں۔ جھوٹ بھی ایک قسم کا شرک ہے اس سے بھی بہت زیادہ بچنا چاہئے۔ کوئی بھی بات جس سے شبہ ہو کہ اس کا اور مطلب نکل سکتا ہے یا کئی مطلب نکل سکتے ہیں اس سے بچیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہمیشہ قول سدید سے کام لیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ مومن کو اللہ کی راہ میں اس رزق سے جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرمایا ہے اس کی راہ میں خرچ بھی کرنا چاہئے اور خرچ کرنے کی عادت ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی ایمان میں زیادتی کا باعث بنتا ہے۔ اپنی حیثیت کے مطابق چاہے تھوڑا دیں لیکن دین کی راہ میں خرچ کرنے کی عادت ڈالیں۔ ہمیشہ یہ مدنظر رہے کہ ہم نے اللہ کی راہ میں کچھ نہ کچھ ضرور خرچ کرنا ہے۔ اس سے تزکیۂ نفس ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں کو نماز کے بعد اس کی طرف خاص توجہ دلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہر احمدی کے ایمان میں اضافہ کرتا چلا جائے اور کبھی ایسا نہ ہو کہ وہ خدا کے فرستادہ کو قبول کر کے اسکے حکموں پر عمل کرنے کا عہد کر کے پھر اس سے پیچھے ہٹنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ایمان اور یقین میں بڑھاتا چلا جائے۔ لیکن یاد رکھیں کہ ایمان کی مضبوطی بھی اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے سے اور اس کا فضل مانگنے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے اصل یہی ہے کہ ہمیشہ اللہ کے لئے خالص ہو کر عباد الرحمن بننے کی کوشش کرتے رہیں۔ پھر یاد رکھیں کہ کسی جماعت کی مضبوطی کیلئے ضروری ہے کہ اس میں شامل ہونے والے مکمل طور پر اس جماعت کے نظام کے پابند ہوں۔ اس لئے مومنوں کو حکم ہے کہ وہ ہمیشہ اطاعت گزار رہیں اور کبھی یہ نہ ہو کہ اپنی مرضی کے خلاف بات سنیں تو اعتراض پیدا ہو جائے۔

”حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت اس امر پر کی کہ ہم پسند کی صورت میں اور ناپسند کی صورت میں بھی انکا ارشاد سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔“ (بخاری کتاب الاحکام، باب کیف یبایع الامام الناس)

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور جگہ اپنے مقرر کردہ امیر کے بارے میں بھی یہی حکم دیا ہے کہ سوائے اس کے کہ وہ خلاف شریعت حکم دے، اُس کی اطاعت کرو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ لوگوں میں آپ کی قوم میں اطاعت کا مادہ بہت زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس وصف کو ہمیشہ قائم رکھنے کی بھی توفیق دیتا رہے اور کبھی کوئی شرپسند آپ لوگوں کے ایمان کو ضائع کرنے کا باعث نہ بنے۔

پھر بعض بنیادی اخلاق ہیں جن کا ایک مومن میں ہونا ضروری ہے۔ ان میں سے ایک سچائی کا خلق ہے۔ اس بارہ میں پہلے بھی میں آپ کو کچھ بتا آیا ہوں کہ مومن کی بات میں ہلکا سا شائبہ بھی غلط بیانی کا نہیں ہونا چاہئے۔

”امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ تمہیں سچائی اختیار کرنی چاہئے کیونکہ سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنّت کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ نافرمانی کی طرف لے جاتا ہے اور نافرمانی جہنّم تک پہنچا دیتی ہے۔“

(مؤطا امام مالک، باب فی الصدق والکذب)

تو یاد رکھیں کہ اگر سچ پر قائم رہے تو ذاتی طور پر بھی کامیابیاں حاصل کریں گے اور جماعتی طور پر بھی مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے جائیں گے۔ اور ملکی سطح پر بھی آپ کا کردار ملک کو مضبوط کرنے والا ہوگا۔

پھر ایک بہت بڑا خلق جو ایک مومن میں ہونا چاہئے وہ اپنے بھائی سے ہمدردی اور ضرورت کے وقت اسکے کام آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے ہمدردی کا سلوک کرنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو جانوروں اور پرندوں سے بھی ہمدردی فرماتے تھے اور یہی ہم سے امید کی کہ اللہ کی کسی بھی مخلوق کو کبھی بھی تکلیف نہ دیں۔ یہاں تک فرمایا کہ جب جانور کو ذبح کرو تب بھی تیز چھری استعمال کرو تا کہ اس کو تکلیف نہ ہو۔ سامان اٹھانے والے جانوروں پر بوجھ بھی ان کی طاقت سے زیادہ نہ لادو۔ تو انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس سے ہمدردی کرنا اس کے کام آنا تو ایک بہت اہم فریضہ ہے اور الٰہی جماعتوں کو ماننے والے اس طرف خاص توجہ دیتے ہیں۔ اللہ کے بندوں سے ہمدردی کے بارہ میں ایک روایت میں آتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”اللہ عزّ وجل قیامت کے روز فرمائے گا کہ اے ابن آدم میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ کہے گا اے میرے رب میں تیری عیادت کیسے کرتا جب کہ تو ساری دنیا کا پروردگار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے پتہ نہیں چلا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا۔ تو نے اس کی عیادت نہیں کی تھی۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ اگر تم اس کی عیادت کرتے تو مجھے اس کے پاس پاتے۔ پھر اللہ فرمائے گا اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو تو نے مجھے کھانا نہیں دیا۔ اس پر ابن آدم کہے گا اے میرے رب میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا جب کہ تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے یاد نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تھا تو تُو نے اسے کھانا نہیں کھلایا تھا۔ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تم اسے کھانا کھلاتے تو تم میرے حضور اس کا اجر پاتے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے مجھے پانی نہیں پلایا تھا۔ ابن آدم کہے گا اے میرے رب میں تجھے کیسے پانی پلاتا جب کہ تو ہی سارے جہانوں کا رب ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تھا مگر تم نے اسے پانی نہیں پلایا۔ اگر تم اس کو پانی پلاتے تو اس کا اجر میرے حضور پاتے۔“

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل عیادۃ المریض)

اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”سچے نیکوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ خدا کی رضا جوئی کیلئے اپنے قریبیوں کی اپنے مال سے مدد کرتے ہیں۔ نیز اس مال میں سے یتیموں کے تعہد اور ان کی پرورش اور تعلیم وغیرہ پر خرچ کرتے رہتے ہیں اور مسکینوں کو فقر و فاقہ سے بچاتے ہیں۔ اور مسافروں اور سوالیوں کی خدمت کرتے ہیں۔ اور ان مالوں کو غلاموں کو آزاد کرانے کیلئے اور قرضداروں کو سبکدوش کرنے کیلئے بھی دیتے ہیں۔“

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب، صفحہ 112)

پھر آپ ہمیں، احمدیوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں، یتیموں کیلئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کیلئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کیلئے کریں کہ عام برکات دنیا میں پھیلیں۔ اور

محبت الٰہی اور ہمدردئ بندگان خدا کا پاک چشمہ ہر ایک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو اور پھر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آئے۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 460)

اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انہی احکامات اور ارشادات کی روشنی میں جماعت مخلوق خدا کی خدمت کرتی ہے۔ چند خدمات جو ان ملکوں میں جماعت ادا کر رہی ہے ان کا مختصراً ذکر کر دیتا ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا شکر بھی ادا کیا جائے اور اس میں مزید وسعت بھی پیدا کی جائے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے ہر طبقہ میں خدمت خلق کا ایک فعّال نظام مقرر ہے۔ تا کہ ہر عمر اور طبقہ کے لوگ خدمت خلق کر سکیں۔ عورتوں میں خدمت خلق کیلئے لجنہ اماء اللہ یعنی احمدی خواتین خدمت کیلئے کوشاں رہتی ہیں۔ نوجوانوں میں یہ احساس دلانے کیلئے کہ خدمت خلق کتنا اہم کام ہے

خدام الاحمدیہ یہ کام سر انجام دیتی ہے۔ ایسے غریب ممالک جہاں ہر ایک انفرادی طور پر اتنی مالی وسعت نہیں رکھتا کہ وہ مالی مدد کر سکے وہاں اپنے کم وسائل سے ہر احمدی اس جذبے کے تحت کچھ نہ کچھ خدمت خلق کرتا رہتا ہے۔ کیونکہ میری یہ باتیں اس وقت دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی احمدی سن رہے ہیں اس لئے اس طریقے سے میں انہیں بھی پیغام دیتا ہوں کہ مرکز سے رابطہ کر کے خدمت خلق کے نظام کو مزید وسعت دیں تا کہ افریقن ممالک میں اور زیادہ وسعت پیدا کی جائے۔ بہر حال جماعتی طور پر اس وقت بھی افریقہ کے بعض غریب ممالک میں تعلیم اور صحت کے میدانوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا اچھا کام ہو رہا ہے۔

تعلیم کے حوالے سے ہی میں یہاں بورکینا فاسو کے احمدی بچوں کو بھی یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ تعلیم حاصل کرنے کی طرف خاص توجہ دیں۔ کیونکہ احمدی بچے کا تعلیمی معیار دوسروں سے بلند ہونا چاہئے۔ اور اگر آپ میں اتنا ٹیلنٹ (Talent) ہے کہ اعلیٰ تعلیم کیلئے ملک سے باہر جانا چاہیں اور اچھی یونیورسٹی میں داخلہ مل جاتا ہے تو مالی کمزوری کی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی تعلیم میں حرج نہیں آئے گا، جماعت انشاء اللہ اس کو پورا کرے گی۔ پھر آج کل کمپیوٹر کی تعلیم بھی بڑی ضروری ہے۔ ہیومینٹی فرسٹ کے ذریعہ سے یہاں کمپیوٹر سنٹر کھولے گئے ہیں جہاں سے سینکڑوں نوجوانوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کام کو اور آگے بڑھایا جائے گا اور مزید وسعت دی جائے گی۔ جماعت کے نوجوان خاص طور پر اس سے فائدہ اٹھائیں تا کہ نوجوانوں کیلئے روزگار کے مواقع پیدا ہوں۔ لیکن بعض دفعہ یہ کمپیوٹر غلط کاموں کیلئے بھی استعمال ہو جاتا ہے اس لئے احمدی ہمیشہ اس سے بچیں۔ احمدی کی سوچ ہمیشہ پاکیزہ رہنی چاہئے۔

صحت کے بارہ میں بھی میں نے بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت اس میدان میں بھی خدمت کر رہی ہے۔ افریقہ کے دوسرے ملکوں کی طرح یہاں بورکینا فاسو میں بھی جماعت یہ خدمت سر انجام دے رہی ہے۔ یہاں واگوڈوگو کے علاوہ آٹھ دوسرے ریجنز میں بھی جماعت کے ایلو پیتھک اور ہومیو پیتھک کلینک کام کر رہے ہیں۔ جہاں پر بغیر کسی مذہب کی تخصیص کے غرباء کا مفت علاج کیا جاتا ہے اور اب تک لاتعداد مریض اس سے فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ پھر دنیا کی دوسری جماعتوں کی طرح خون کے عطیات بھی نوجوان دیتے ہیں۔ کسی مالی منفعت یا نام و نمود کیلئے نہیں دیتے بلکہ خالصتاً خدمت خلق کیلئے دیتے ہیں۔ پھر جماعت صرف میڈیکل سنٹرز یا کلینکس میں کام نہیں کرتی بلکہ میڈیکل کیمپس بھی مختلف

دُور دراز علاقوں میں جا کر لگاتی ہے۔ اور دور دراز علاقوں میں ہزاروں مریضوں نے ان سے فائدہ اٹھایا ہے۔ پھر حدیث کے مطابق کہ اللہ کہے گا کہ میرے بندے نے پانی مانگا تم نے مجھے پانی نہیں پلایا اگر تم پانی پلاتے تو میرے سے اجر پاتے، جماعت افریقن ممالک میں پانی کے نلکے لگا کر جہاں پانی کی قلّت ہے اس کمی کو بھی پورا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ یہاں پہلے بھی نلکے لگائے گئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کام میں مزید وسعت بھی پیدا کی جائے گی۔ یہ چند مختصر خدمات تھیں جو میں نے ذکر کر دیں۔ تمام کا تو ذکر نہیں کیا جا سکتا۔

اس ملک کی ایک بہت بڑی خوبی یہ ہے، ایک امتیاز یہ ہے کہ یہاں MTA کے علاوہ ’’ریڈیو اسلامک احمدیہ‘‘ کے نام سے ریڈیو اسٹیشن بھی چل رہا ہے۔ جو گو پورے ملک کو تو نہیں لیکن ایک کافی اچھی آبادی والے علاقے کو کور کر رہا ہے جسے لاکھوں لوگ سنتے ہیں۔ تو اب جہاں وہ ریڈیو اسٹیشن ہے ’’بوبوجلاسو‘‘ کا نعرے میں نام بھی لے دیا ہے۔ اور اس کی نشریات اب سترہ گھنٹے تک ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہاں کے لوگوں کو اس کے ذریعہ سے نور ایمان میں بڑھاتا چلا جائے۔ اور جنہوں نے ابھی تک اس زمانے کے امام کو نہیں پہچانا وہ بھی اس کو پہچاننے والے ہوں۔

اب چند الفاظ میں عورتوں کیلئے کہنا چاہتا ہوں کیونکہ یہاں علیحدہ ان کو کچھ کہنے کا موقعہ نہیں مل سکا۔ عورتیں یاد رکھیں کہ ان کا اسلامی معاشرے میں ایک بہت بڑا مقام ہے۔ اگر انہوں نے اپنے مقام کو نہ سمجھا تو آئندہ کی نسلوں کے دین پر قائم رہنے کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ اس لئے اپنے مقام کو سمجھیں ورنہ وہ اپنے خاوندوں سے بے وفائی کر رہی ہوں گی۔ اپنی اولادوں سے بے وفائی کر رہی ہوں گی اور سب سے بڑھ کر اپنے پیدا کرنے والے خدا سے بے وفائی کر رہی ہوں گی۔ اس لئے سب سے اہم اور ضروری بات ہر احمدی عورت کیلئے یہ ہے کہ وہ ہر وقت اپنی اصلاح کی کوشش کرتی رہی۔ اور اس کیلئے اپنے خدا کے حضور جھک کر اس سے مدد مانگے کہ وہ آپ کی بھی اصلاح کرے اور یہ بھی توفیق دے کہ اپنی نسلوں کو اپنے بچوں کو صحیح اسلامی تعلیم دے سکیں۔ اس لئے عورتوں کو اسلامی تعلیم کو اپنے بچوں میں منتقل کرنے کیلئے خود بھی دینی علم سیکھنا ہو گا۔ پھر آجکل کے ماحول میں بہت سی برائیاں ہیں، بے انتہاء اخلاقی برائیوں میں معاشرہ ملوث ہے۔ ایک احمدی عورت کا کام ہے کہ اس سے اپنے آپ کو بچائے اور اپنی نسلوں کو بھی بچائے ورنہ یاد رکھو تم سوال کی جاؤ گی۔ اور یاد رکھو کہ اللہ کی پکڑ سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ اگر تم اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو گند سے بچانے کی کوشش کرتی رہیں تو اللہ تمہیں جنّت کی بشارت دیتا ہے۔

ایک روایت ہے، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ’’جس عورت نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنے آپ کو برے کام سے بچایا اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کی اور اس کا کہا مانا ایسی عورت کو اختیار ہے کہ جنّت میں جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جائے۔‘‘ (مسند امام احمد بن حنبل)

اللہ کرے کہ ہر احمدی عورت اپنے خاوندوں کے حقوق ادا کرنے والی ہو۔ اپنے بچوں کے حقوق ادا کرنے والی بھی ہو اور ان کی صحیح تربیت کرنے والی ہو۔ ان کو نیک ماحول میں پروان چڑھانے والی ہو۔ اور اس طرح ابدی جنّتوں کی وارث ٹھہرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور ہماری عورتوں کو بھی اور ہمارے بچوں کو بھی یہ توفیق دیتا چلا جائے کہ وہ ہمیشہ دین پر قائم رہنے والے ہوں۔ ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہوں۔ اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھانے والے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام دعاؤں کا وارث بنائے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ پر آنے والوں کیلئے کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ خیریت سے آپ لوگوں کو اپنے گھروں میں واپس لے جائے اور اپنے اپنے علاقوں میں آپ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے سفیر ہوں اور لوگ ہمیشہ آپ سے نیک نمونہ حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ اس ملک پر بھی اپنا فضل فرمائے اور ہر فتنہ و فساد سے ہمیشہ اسے محفوظ رکھے۔ وزیر اعظم اور صدر صاحب نے میرے ساتھ بڑی مہمان نوازی کا سلوک کیا اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزا دے۔ اور ان کو بے نفس ہو کر اپنے اور ملک کے عوام کی خدمت کرنے کی توفیق دے تا کہ یہ ملک دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں میں شمار ہونے لگے۔ اور یاد رکھیں کہ احمدی کی دعائیں اگر نیک نیتی سے کی جائیں اور نیک نیتی سے ہی احمدی دعا کرتا ہے تو بڑی مقبول دعائیں ہوتی ہیں۔ اپنے ملک کیلئے بہت دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 30/جولائی 2004)

بقیہ خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 15

آزاد ہے۔ تم ہمارے ذِمی ہو۔ اللہ اور رسول تمہاری ہر قسم کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔

(نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ، جلد 4، صفحہ 381، مطبوعہ مصر)

اور مسلمانوں کو جب بھی مجبوراً اگر جنگ کرنی پڑی تو آنحضرت ﷺ جو بھی فوج بھیجتے تھے اس کو سختی سے یہ تاکید کرتے تھے کہ: ’’کوئی عورت نہ ماری جائے، بچے نہ مارے جائیں، بوڑھوں کو نہ چھیڑا جائے۔ درویشوں، راہبوں اور تارک الدنیا لوگوں کو کچھ نہ کہا جائے، کسی کو آگ سے نہ جلایا جائے، کسی جانور کو قتل نہ کیا جائے، کسی درخت کو نہ کاٹا جائے، اپنے مخالفوں کی طرح کسی دشمن مقتول کے ناک کان نہ کاٹے جائیں۔ پھر جب آپؐ فتح حاصل کر لیتے تو فرماتے کسی زخمی کو قتل نہ کرنا۔ پھر فرمایا کسی بھاگنے والے کا زیادہ تعاقب نہ کرنا۔ پھر قیدیوں کے بارے میں فرماتے کہ ان سے حسن سلوک کرو۔ چنانچہ جنگ بدر کے قیدی خود کہتے ہیں کہ خدا کی قسم مسلمان خود پیدل چلتے اور ہمیں سوار کرتے خود بھوکے رہتے مگر ہمیں کھانا کھلاتے، خود پیاسے رہتے مگر ہمیں پانی پلاتے۔‘‘ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

اسلام کو جنگجو اور دہشت گرد قرار دینے والے سوچیں کیا جنگجو مذاہب اسی طرح تعلیم دیا کرتے ہیں۔ آج کی اس دنیا میں جب انسان اپنے آپ کو بہت مہذب سمجھتا ہے کیا ان اعلیٰ اقدار کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ جب شہری آبادیوں پر ہوائی جہازوں سے بم برسائے جا رہے ہوتے ہیں اور توپوں سے بم داغے جا رہے ہوتے ہیں۔ بغیر کسی وجہ کہ معصوم شہری آبادی کا خون کیا جا رہا ہوتا ہے۔ اور یہ صرف ہماری ہی بات نہیں کہ ہم اسلام کی تعریف کر رہے ہیں بلکہ ایک عیسائی مؤرخ بھی لکھتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ’’مسلمانوں کے نہایت تیزی کے ساتھ ترقی کرنے کا ایک زبردست سبب یہ بھی تھا کہ خلفاء اسلام ہر قوم اور ہر مذہب کے علماء کے بہت بڑے قدر دان تھے۔ اور ہمیشہ ان کو انعام واکرام سے مالا مال کرتے رہتے تھے۔ ان کے مذہب، ان کی قومیت اور ان کے نسب کا کچھ خیال نہیں کرتے تھے۔ ان میں نصرانی، یہودی، صابی، سامری اور مجوسی غرض ہر ملّت کے لوگ تھے۔ خلفاء ان کے ساتھ نہایت عزت اور عظمت کا برتاؤ کرتے تھے۔ غیر مسلموں کو وہی آزادی اور درجہ حاصل تھا جو مسلمان امراء یا حُکّام کو حاصل ہوتا تھا۔‘‘

(تاریخ التمدن الاسلامی، جلد 3 صفحہ 194)

پس یہی تعلیم ہے جس کو لے کر آج ہر احمدی نے دنیا کے ہر ملک میں امن قائم کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے کہ اسلام کا امن کا پیغام اپنے عمل سے دنیا کو دیں۔ اپنے ملک میں امن قائم رکھنے کیلئے جہاں ہر فسادی سے بچ کر رہنا آپ کا کام ہے وہاں ملک کی بقا اور حفاظت اور امن کیلئے دعائیں کرنا بھی آپ کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب میں معزز مہمانوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہمارے جلسہ میں شمولیت اختیار کر کے رونق بخشی۔ اللہ تعالیٰ ان سب مہمانوں کو جزا دے انہوں نے جو محبت خلوص اور بھائی چارے کی فضا پیدا کرنے کو کوشش کی اور ہمارے جلسہ میں آئے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 30/جولائی 2004)

......☆......☆......☆......

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 10 جولائی 2020 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال جنگ احزاب کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو کیا ارشاد فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بنو قریظہ کی غداری کے باعث رسول کریمؐ نے واپس آتے ہی اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ گھروں میں آرام نہ کرو بلکہ شام سے پہلے پہلے بنو قریظہ کے قلعوں تک پہنچ جاؤ۔

سوال آنحضور ﷺ کے پیغامبر حضرت علیؓ کے ساتھ بنوقریظہ نے کیا سلوک کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے حضرت علیؓ کو بنو قریظہ کے پاس بھجوایا کہ وہ ان سے پوچھیں کہ انہوں نے معاہدہ کے خلاف یہ غداری کیوں کی؟ بجائے اس کے کہ بنو قریظہ شرمندہ ہوتے یا معافی مانگتے، انہوں نے حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور رسول اللہؐ اور آپؐ کے خاندان کی مستورات کو گالیاں دینے لگے اور کہا ہم نہیں جانتے محمدؐ کیا چیز ہیں۔ ہمارا ان کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں۔

سوال آنحضرت ﷺ کا پیغام رد کرنے کے بعد یہود نے کیا کارروائی کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہود دروازے بند کر کے قلعہ بند ہو گئے اور مسلمانوں کے ساتھ لڑائی شروع کر دی حتیٰ کہ ان کی عورتیں بھی لڑائی میں شریک ہوئیں۔ چنانچہ قلعہ کی دیوار کے نیچے کچھ مسلمان بیٹھے تھے کہ ایک یہودی عورت نے اوپر سے پتھر پھینک کر ایک مسلمان کو مار دیا۔

سوال یہود نے جب دیکھا کہ وہ لمبا مقابلہ نہیں کر سکتے تو انہوں نے کیا کِیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: کچھ دن کے محاصرہ کے بعد یہود نے یہ محسوس کر لیا کہ وہ لمبا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تب ان کے سرداروں نے رسول اللہؐ سے خواہش کی کہ وہ ابولُبابہ انصاری کو ان کے پاس بھجوائیں تا کہ وہ ان سے مشورہ کر سکیں۔ آپؐ نے ابولُبابہ کو بھجوا دیا۔

سوال یہود اور ابولبابہ انصاریؓ کے درمیان کیا بات ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہود نے ان سے پوچھا کہ کیا محمد رسول اللہؐ کے اس مطالبہ کو ہم مان لیں کہ فیصلہ میرے سپرد کرتے ہوئے تم ہتھیار پھینک دو؟ ابولُبابہ نے منہ سے تو کہا، ہاں۔ لیکن اپنے گلے پر اس طرح ہاتھ پھیرا جس طرح قتل کی علامت ہوتی ہے۔ جبکہ رسول اللہؐ کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ چنانچہ یہود نے کہہ دیا کہ ہم محمد رسول اللہؐ کا فیصلہ ماننے کو تیار نہیں۔ ہم اپنے حلیف قبیلہ اوس کے سردار سعد بن معاذؓ کا فیصلہ مانیں گے۔

سوال اس موقع پر بنوقریظہ کے ایک سردار عمر بن سُعدیٰ کا یہود سے کیا اختلاف ہو گیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عمرو بن سُعدیٰ نے اپنی قوم کو ملامت کی اور کہا کہ تم نے غداری کی ہے کہ معاہدہ توڑا ہے اب یا مسلمان ہو جاؤ یا جزیہ پر راضی ہو جاؤ۔ یہود نے کہا نہ مسلمان ہوں گے نہ جزیہ دیں گے کہ اس سے قتل ہونا اچھا ہے۔ اس نے کہا میں تم سے بری ہوں۔ اور یہ کہہ کر قلعہ سے نکل کر باہر چل دیا۔

سوال حضرت محمد بن مسلمہؓ نے جب عمر بن سعدیٰ کو قلعہ سے باہر نکلتے دیکھا تو کیا کہا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: محمد بن مسلمہؓ نے اس سے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ اس نے بتایا کہ میں فلاں ہوں۔ اس پر محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ آپ سلامتی سے چلے جایئے اور پھر دعا کی کہ الٰہی مجھے شریفوں کی غلطیوں پر پردہ ڈالنے کے نیک عمل سے کبھی محروم نہ کرنا۔ آنحضرتؐ نے ان کے اس فعل کو سراہا اور تعریف کی۔

سوال یہود کا مطالبہ مان کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کو کیا ارشاد فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول کریمؐ نے حضرت سعدؓ کو جو جنگ میں زخمی ہو چکے تھے اطلاع دی کہ تمہارا فیصلہ بنوقریظہ تسلیم کرتے ہیں اس لیے آ کر فیصلہ کرو۔

سوال قبیلہ اوس کے لوگوں نے حضرت سعدؓ سے کس بات پر اصرار کرنا شروع کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اوس قبیلہ کے لوگ سعدؓ کے پاس گئے اور اصرار کرنا شروع کیا کہ چونکہ خزرج نے اپنے حلیف یہودیوں کو ہمیشہ سزا سے بچایا ہے اس لیے آج تم بھی اپنے حلیف قبیلہ کے حق میں فیصلہ دینا۔ مگر سعدؓ نے جواب دیا کہ جس کے سپرد فیصلہ کیا جاتا ہے وہ امانت دار ہوتا ہے۔ میں دیانت سے فیصلہ کروں گا۔

سوال حضرت سعدؓ نے یہود کے قلعہ کے پاس پہنچ کر اپنی قوم، بنوقریظہ اور آنحضورؐ سے کیا عہد لیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت سعدؓ نے اپنی قوم کے لوگوں، بنوقریظہ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عہد لیا کہ جو فیصلہ وہ کریں گے وہ سب کو قبول ہوگا۔ سب نے اس بات کا اقرار کیا کہ سعد کا فیصلہ ہمیں منظور ہوگا۔

سوال حضرت سعدؓ نے بائبل سے کیا حکم پڑھ کر سنایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سعدؓ نے فیصلہ سنایا کہ بائبل میں لکھا ہے: ''اور جب تو کسی شہر کے پاس اس سے لڑنے کیلئے آ پہنچے تو پہلے اس سے صلح کا پیغام کر۔ اگر وہ تجھے جواب دے کہ صلح منظور اور دروازہ تیرے لیے کھول دے تو ساری خَلق جو اس شہر میں پائی جائے تیری خراج گزار ہو گی اور تیری خدمت کرے گی اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کرے بلکہ تجھ سے جنگ کرے تو تُو اس کا محاصرہ کر اور جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضہ میں کر دے تو وہاں کے ہر ایک مرد کو تلوار کی دھار سے قتل کر۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے عیسائیوں کے کس اعتراض کا جواب دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ آج عیسائی دنیا شور مچاتی ہے کہ محمد رسول اللہؐ نے ظلم کیا۔ کیا عیسائی مصنف اس بات کو نہیں دیکھتے کہ محمد رسول اللہؐ نے کسی دوسرے موقع پر کیوں ظلم نہ کیا؟ یہ ایک ہی موقع ہے کہ دشمن نے اصرار کیا کہ ہم محمد رسول اللہؐ کے فیصلہ کو نہیں مانیں گے بلکہ فلاں شخص کے فیصلہ کو مانیں گے اور اس نے محمد رسول اللہؐ سے پہلے اقرار لے لیا کہ جو میں فیصلہ کروں گا اسے آپ مانیں گے۔ اسکے بعد اس نے خود فیصلہ نہیں کیا بلکہ موسیٰؑ کا فیصلہ دہرا دیا۔ پس اگر کسی نے ظلم کیا تو یہود نے اپنی جانوں پر ظلم کیا جنہوں نے محمد رسول اللہؐ کا فیصلہ ماننے سے انکار کر دیا۔

سوال حضرت سعد نے بنوقریظہ کے متعلق کیا فیصلہ کیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت سعدؓ نے کہا میں ان کے متعلق یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں سے جو لڑنے والے تھے انہیں قتل کر دیا جائے اور ان کے اہل و عیال قید کر لیے جائیں۔

سوال آنحضرتؐ نے حضرت سعدؓ کے اس فیصلہ پر کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے حضرت سعد کو مخاطب کر کے فرمایا کہ قَدْ حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ یعنی اے سعد! تمہارا یہ فیصلہ تو خدائی تقدیر معلوم ہوتی ہے۔ اس موقع پر آپؐ نے یہ حسرت بھرے الفاظ بھی فرمائے کہ اگر یہود میں سے مجھ پر دس آدمی یعنی دس بارسوخ آدمی بھی ایمان لے آتے تو میں خدا سے امید رکھتا کہ یہ ساری قوم مجھے مان لیتی اور خدائی عذاب سے بچ جاتی۔

سوال بنوقریظہ کے متعلق حضرت سعدؓ کے فیصلے کی تعمیل کس طرح ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے حکم دیا کہ بنوقریظہ کے مردوں، عورتوں اور بچوں کو الگ الگ کر دیا جائے۔ چنانچہ دونوں گروہوں کو الگ الگ کر کے مدینہ میں لایا گیا اور شہر میں دو الگ الگ مکانات میں جمع کر دیا گیا اور آنحضرتؐ کے حکم کے ماتحت صحابہ نے بنوقریظہ کے کھانے کیلئے ڈھیروں ڈھیر پھل مہیا کیے۔ یہودی لوگ رات بھر پھل نوشی میں مصروف رہے۔ دوسرے دن آنحضرتؐ نے چند مستعد آدمی اس کام کی سرانجام دہی کیلئے مقرر فرما دیے۔ آپؐ نے بتقاضائے رحم یہ بھی حکم فرمایا کہ مجرموں کو ایک ایک کر کے علیحدہ علیحدہ قتل کیا جاوے۔ چنانچہ ایک ایک مجرم کو الگ الگ لایا گیا اور حسب فیصلہ سعد بن معاذؓ ان کو قتل کیا گیا۔

سوال حضرت سعدؓ کے فیصلہ کے متعلق مارگولیس نے اپنی کیا رائے بیان کی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مارگولیس بھی اس اعتراف پر مجبور ہوا کہ سعدؓ کا فیصلہ حالات کی مجبوری پر مبنی تھا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ غزوۂ احزاب کا حملہ جس کے متعلق محمدؐ صاحب کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ محض خدائی تصرفات کے ماتحت پسپا ہوا وہ بنونضیر ہی کی اشتعال انگیز کوششوں کا نتیجہ تھا اور بنونضیر وہ تھے جنہیں محمدؐ صاحب نے صرف جلاوطن کر دینے پر اکتفا کی تھی۔ اب سوال یہ تھا کہ کیا محمدؐ صاحب بنوقُریظہ کو بھی جلاوطن کر کے اپنے خلاف اشتعال انگیز کوششیں کرنے والوں کی تعداد اور طاقت میں اضافہ کر دیں؟ ان کا جلاوطن کرنا غیر محفوظ تھا مگر ان کا مدینہ میں رہنا بھی کم خطرناک نہ تھا۔ پس اس فیصلہ کے بغیر چارہ نہ تھا کہ ان کے قتل کا حکم دیا جاتا۔

سوال خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے کن افراد جماعت کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ کیا؟

جواب حضور انور نے مکرمہ حاجیہ رقیہ خالد صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ گھانا، مکرمہ صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم شیخ مبارک احمد صاحب مرحوم سابق مبلغ انگلستان، مکرم علی احمد صاحب ریٹائرڈ معلم وقف جدید اور مکرمہ رفیقاں بی بی صاحبہ نارووال کے اوصاف بیان کیے۔

☆......☆......☆

آج ہر احمدی کا یہ فرض بنتا ہے کہ دنیا میں یہ منادی کرے کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ اپنی حسین تعلیم سے پھیلا ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 20/جون 2003 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں کون سی آیت کریمہ تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے سورہ البقرہ کی آیت لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ ۔ قَدۡ تَّبَیَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَیِّ ۚ فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَیُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَکَ بِالۡعُرۡوَۃِ الۡوُثۡقٰی ۔ لَا انۡفِصَامَ لَهَا ۔ وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ (۲۵۷) تلاوت فرمائی۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کا کیا ترجمہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس کا ترجمہ یہ ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ یقیناً ہدایت گمراہی سے کھل کر نمایاں ہو چکی۔ پس جو کوئی شیطان کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو یقیناً اس نے ایک ایسے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

سوال آج کل تمام مغربی دنیا عالم اسلام پر کیا الزام لگا رہی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آج کل تمام مغربی دنیا اکٹھی ہو کر عالم اسلام پر یہ الزام لگا رہی ہے کہ اسلام تشدد کا مذہب ہے اور اس بنیادی تشدد کی تعلیم کی وجہ سے مسلمانوں میں جہادی تنظیمیں قائم ہیں۔ یہ انتہائی جھوٹا اور گھناؤنا الزام اسلام کی تعلیم پر لگایا جا رہا ہے۔

سوال اسلام کیا تعلیم دیتا ہے اور اس کے برخلاف جہادی تنظیمیں اسلام کا کیا تصور دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اسلام تو امن، پیار، محبت اور بھائی چارے کی تعلیم دینے والا مذہب ہے اور جتنا انسانیت کے حقوق کا پاس اسلامی تعلیمات میں ملتا ہے اس کی نظیر اور کسی تعلیم میں نہیں ہے۔ لیکن بدقسمتی سے بعض تشدّد پسند گروہوں نے جن کا اسلامی تعلیم سے دُور کا بھی واسطہ نہیں اپنی انا کی تسکین کیلئے اسلام کی تعلیم کو جہادی تنظیموں کے تصور کے ساتھ منسلک کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے جس کی وجہ سے اسلام کی خوبصورت تعلیم کا ایک بھیانک تصور قائم ہو جاتا ہے۔ اور یہ کوئی اسلام کی خدمت نہیں ہے بلکہ اسلام کو بدنام کرنے کے مترادف ہے۔

سوال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اسلام پر جبر سے دین پھیلانے کے اعتراض کا کیا جواب دیا؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: اسلام اگر ایک طرف جہاد کیلئے مسلمانوں کو تیار کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے قَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ یعنی تم اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں۔ تو دوسری طرف وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ یعنی جنگ کا جو حکم تمہیں دیا گیا ہے، اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ لوگوں کو مسلمان بنانے کیلئے جبر کرنا جائز ہو گیا ہے، بلکہ جنگ کا یہ حکم محض دشمن کے شر سے بچنے اور اس کے مفاسد کو دُور کرنے کیلئے دیا گیا ہے۔

سوال حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے آیت کریمہ لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ کی کیا تشریح فرمائی ہے؟

جواب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے کہ جبر و اکراہ کا تعلق مذہب سے نہیں۔ پس کسی کو جبر سے مت داخل کرو کیونکہ جو دل سے مومن نہیں ہوا وہ ضرور منافق ہے۔ شریعت نے منافق اور کافر کو ایک ہی رسّی میں جکڑا ہے۔ غلطی سے ایسی کہانیاں مشہور ہوگئی ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے۔

سوال حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے کتاب مغازی کے حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمان سلاطین کے کس اعلیٰ وصف کا ذکر کیا؟

جواب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں: ہمیں کتاب مغازی میں کوئی ایک بھی مثال نظر نہیں آتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص، کسی خاندان، کسی قبیلے کو بزور شمشیر واِجبار مسلمان کیا ہو۔ بلکہ ان سلاطین عِظام (محمود غزنوی، سلطان صلاح الدین، اورنگ زیب) کی محقّقانہ اور صحیح تواریخ میں کوئی ایک بھی مثال نہیں ملتی کہ کسی شخص کو انہوں نے بالجبر مسلمان کیا ہو۔ پس کیسا بڑا ثبوت ہے کہ اہل اسلام نے قطع نظر مقاصدِ ملکی کے اشاعتِ اسلام کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے ذمہ کیا اہم کام لگایا؟

جواب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں: آج جماعت احمدیہ کا یہ کام ہے کہ ایک مہم کی صورت میں دنیا کے سامنے اسلام کی امن اور آشتی کی جو حسین اور خوبصورت تعلیم ہے وہ پیش کریں۔ اور دنیا کے سامنے کھولیں کہ اسلام تو انصاف اور امن کی تعلیم کا علمبردار ہے۔ جس کی مثال آج سے چودہ سو سال پہلے کے واقعات میں ملتی ہے۔

سوال حضور انور نے بنونضیر کی جلاوطنی کے موقع پر ہونے والا کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب بنونضیر مدینہ سے جلاوطن کئے گئے تو ان میں سے وہ لوگ بھی تھے جو انصار کی اولاد تھے۔ انصار نے ان کو روک لینا چاہا مگر آنحضرتؐ نے اس تعلیم کے ماتحت کہ دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں ان کو اس سے منع فرمایا۔ اور یہ انصار کی اولاد اس طرح یہودیوں کے پاس تھی کہ زمانہ جاہلیت میں جب کسی کے نرینہ اولاد یا لڑکا نہیں ہوتا تھا تو وہ منت مانا کرتے تھے کہ اگر میرا لڑکا ہوگا تو مَیں اسے یہودی بنادوں گا۔ اس طرح لڑکے کی پیدائش پر اپنے بچے یہودیوں کے سپرد کر دیا کرتے تھے۔ تو یہ ہے اسلام کی خوبصورت تعلیم کہ تم اپنے لخت جگر کو بھی جب ایک دفعہ کسی کو دے دیتے ہو اور جب وہ اسے اپنے مذہب پر قائم کر لیتا ہے تو پھر زبردستی اس کو بھی واپس نہیں لے سکتے۔

سوال حضور انور نے صلح حدیبیہ کا کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: پھر ایک ایسی مثال جو دنیا میں کہیں نظر نہیں آئے گی کہ صلح حدیبیہ کے وقت کیا ہوا۔ جب قریش کی سخت اور کڑی شرطوں پر مسلمان اپنی ذلت محسوس کرنے لگے اور بعض نے ان شرطوں کو نہ ماننے کا اظہار بھی کیا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اس کامل یقین پر قائم تھے کہ فتح انشاء اللہ مسلمانوں کی ہے۔ اور یہ اس سمیع و علیم خدا کا وعدہ ہے کہ فتح یقیناً اے محمدؐ تیری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تیری دعاؤں کو سنا ہے اور ان کی قبولیت کا وقت قریب آرہا ہے۔ آپ نے ان تمام شرائط کو قبول کیا اور صحابہ کو بھی یہ تعلیم دی کہ اسلام کی فتح جنگوں سے نہیں بلکہ صلح صفائی اور خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے سے ہوگی۔

سوال حضور انور نے مسلمانوں کو کیا بات سمجھائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ بات مسلمانوں کو بھی سمجھنی چاہئے کہ اسلام کی فتح تو ضرور ہوگی لیکن زورِ بازو سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کے احکامات پر عمل کرنے سے ہوگی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم گمراہی کو چھوڑ کر ایمان لائے ہو تو گویا تم نے ایک مضبوط کڑے کو پکڑ لیا ہے جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں لیکن صرف منہ سے کہہ دینا کہ ہم ایمان لے آئے کافی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکموں کو مضبوط کڑے کی طرح پکڑو گے تو کامیاب ہو گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانہ میں مسیح موعود ہی وہ مضبوط کڑا ہے جو احکام الٰہی کی صحیح تشریح کرتا ہے۔

سوال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ”عروہ“ کے کیا معنی بیان فرمائے؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: عروہ کے معنے دستے کے بھی ہوتے ہیں جس سے کسی چیز کو پکڑا جاتا ہے اور عروہ اس چیز کو بھی کہتے ہیں جس پر اعتبار کیا جائے اور عروہ کے معنے ایسی چیز کے بھی ہوتے ہیں جس کی طرف انسان ضرورت کے وقت رجوع کرے، اور عروہ اس چیز کو بھی کہتے ہیں جو ہمیشہ قائم رہے اور کبھی ضائع نہ ہو۔ اور عروہ بہترین مال کو بھی کہتے ہیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمانوں کو کیا نصیحت فرمائی ہے؟

جواب حضور علیہ السلام نے فرمایا: یہ عقیدہ کہ مسیح موعود مہدی سے مل کر لوگوں کو مسلمان کرنے کیلئے جنگ کرے گا یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو اسلام کو بدنام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو قرآن شریف میں فرماتا ہے لَآ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ یعنی دین میں جبر نہیں ہے۔ پھر مسیح ابن مریم کو جبر کا اختیار کیونکر دیا جائے گا یہاں تک کہ بجز اسلام یا قتل کے جزیہ بھی قبول نہ کرے گا۔ سچے مسیح کا یہ کام ہونا چاہئے کہ وہ دلائل کے ساتھ دلوں پر فتح پاوے، نہ تلوار کے ساتھ۔ اور صلیبی عقیدہ کو واقعی اور سچے ثبوت کے ساتھ توڑ دے، نہ یہ کہ ان صلیبوں کو توڑتا پھرے جو چاندی یا سونے یا پیتل یا لکڑی سے بنائی جاتی ہیں۔ اگر تم جبر کرو گے تو تمہارا جبر اس بات پر کافی دلیل ہے کہ تمہارے پاس اپنی سچائی پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے اس اعتراض کا کیا جواب دیا کہ آنحضرتؐ نے جبراً مسلمان کرنے کیلئے تلوار اُٹھائی؟

جواب حضور علیہ السلام نے فرمایا: یہ جہالت اور سخت نادانی ہے کہ اس زمانے کے نیم ملّا فی الفور کہہ دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبراً مسلمان کرنے کیلئے تلوار اٹھائی تھی اور انہی شبہات میں ناسمجھ پادری گرفتار ہیں مگر اس سے زیادہ کوئی جھوٹی بات نہیں ہوگی کہ یہ جبر اور تعدی کا الزام اس دین پر لگایا جائے جس کی پہلی ہدایت یہی ہے کہ لَآ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ یعنی دین میں جبر نہیں چاہیے بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے بزرگ صحابہ کی لڑائیاں یا تو اس لئے تھیں کہ کفار کے حملے سے اپنے تئیں بچایا جائے۔ اور یا اس لئے تھیں کہ امن قائم کیا جائے۔ اور جو لوگ تلوار سے دین کو روکنا چاہتے ہیں، ان کو تلوار سے پیچھے ہٹایا جائے۔

سوال حضور انور نے ہر احمدی کا کیا فرض بیان فرمایا؟

جواب حضور علیہ السلام نے فرمایا: آج ہر احمدی کا یہ فرض بنتا ہے کہ اسلام کی جو تصویر، جو تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھینچی ہے اور دی ہے اس کو لے کر اسلام کے امن اور آشتی، صلح اور صفائی کے پیغام کو ہر جگہ پہنچا دیں اور دنیا میں یہ منادی کریں کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ اپنی حسین تعلیم سے دنیا میں پھیلا ہے۔

☆......☆......☆

وصایا

منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 10090: مَیں رخصانہ پروین زوجہ مکرم اکرام اللہ مسرور صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 31 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ احمدیہ (حلقہ مبارک) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپو صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 18/جولائی 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 5 تولہ 22 کیریٹ، حق مہر -/70,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: اکرام اللہ مسرور　　الامۃ: رخصانہ پروین　　گواہ: عمر عبدالقدیر

مسل نمبر 10091: مَیں سیدہ امتہ النور بنت مکرم حافظ سید رسول نیاز صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 17 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ کوٹھی دارالسلام ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5/فروری 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت درج ذیل جائداد ہے۔ ایک عدد طلائی چین 5 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: حافظ سید رسول نیاز　　الامۃ: سیدہ امتہ النور　　گواہ: محمد انور احمد

مسل نمبر 10092: مَیں زمرودا تبسم زوجہ مکرم طاہر احمد ناصر صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 34 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ کوٹھی دارالسلام ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27/مئی 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 2 چوڑیاں 15 گرام، ایک انگوٹھی 2.320 گرام، ایک چین 2.430 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طاہر احمد ناصر　　الامۃ: زمرودا تبسم　　گواہ: خورشید احمد طاہر

مسل نمبر 10093: مَیں مرسلین شیخ ولد مکرم اشرف الشیخ صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 22 سال پیدائشی احمدی، ساکن ابراہیم پور ڈاکخانہ بھرتپور ضلع مرشد آباد صوبہ بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4/جولائی 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: قاری محمد شفاعت اللہ　　العبد: مرسلین شیخ　　گواہ: قاضی طارق احمد

مسل نمبر 10094: مَیں عبدالمقتدر ولد مکرم دولت حسین صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 54 سال پیدائشی احمدی، ساکن رائے گرام ضلع مرشد آباد صوبہ بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6/جولائی 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز تجارت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: اشرف حسین　　العبد: عبدالمقتدر　　گواہ: اشرف الشیخ

مسل نمبر 10095: مَیں رضیہ خاتون زوجہ مکرم مجیب الرحمن صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 33 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ کوٹھی دارالسلام ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5/فروری 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/60,000 روپئے بذمہ خاوند، زیور طلائی: کڑے 5 گرام، بالیاں 4 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مجیب الرحمن　　الامۃ: رضیہ خاتون　　گواہ: محمد انور احمد

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2019-20 Vol. 69 Thursday 27 - August - 2020 Issue. 35

MANAGER
NAWAB AHMAD
Mobile : +91 94170 20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 21/اگست 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج جن صحابی کا ذکر ہوگا ان کا نام ہے حضرت زبیر بن عوام۔ حضرت زبیر بن عوام کے والد کا نام عوام بن خویلد تھا اور والدہ کا نام صفیہ بنت عبد المطلب تھا جو آنحضرت ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ آپ زوجہ رسول ﷺ حضرت خدیجہ کے بھتیجے تھے۔ حضرت زبیر کی شادی حضرت ابوبکر صدیق کی بیٹی حضرت اسماء کے ساتھ ہوئی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی حضرت ابوبکر صدیق کی بیٹی حضرت عائشہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ یوں حضرت زبیر نبی کریم ﷺ کے ہم زلف بھی تھے۔ حضرت زبیر نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے والوں میں وہ چوتھے یا پانچویں شخص تھے۔ حضرت زبیر نے بارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ حضرت زبیر ان دس خوش قسمت صحابہ میں سے تھے جن کو حضرت رسول کریم ﷺ نے ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دے دی تھی اور ان چھ اصحاب شوریٰ میں سے ایک ہیں جنہیں حضرت عمر نے اپنی وفات سے قبل اگلا خلیفہ منتخب کرنے کیلئے نامزد فرمایا تھا۔

جب حضرت زبیر نے اسلام قبول کرلیا تو آپ کے چچا آپ کو ایک چٹائی میں لپیٹ کر دھواں دیتے تھے تاکہ وہ اسلام چھوڑ کر کفر میں لوٹ جائیں مگر آپ یہی کہتے تھے کہ اب میں کفر میں نہیں لوٹوں گا۔

حضرت زبیر حبشہ کی طرف دونوں ہجرتوں میں شریک ہوئے اور جب آپ ہجرت کر کے مدینہ آئے تو حضرت منذر بن محمد کے پاس ٹھہرے۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت زبیر بن عوام کی بیوی تھیں ان سے مروی ہے کہ جب میں مکہ سے ہجرت کر کے روانہ ہوئی تو میں امید سے تھی وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے قبا میں پڑاؤ کیا عبد اللہ بن زبیر وہاں پیدا ہوا پھر میں اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے اسے اپنی گود میں رکھا پھر اس بچے کے منہ میں اپنا لعاب ڈالا۔ پہلی چیز جو اس کے پیٹ میں گئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک تھا پھر آپ نے کھجور چبا کر اس کے منہ میں ڈالی اور اس کیلئے برکت کی دعا کی اور وہ پہلا بچہ تھا جو اسلام میں پیدا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسماء کے بیٹے کا نام عبد اللہ رکھا تھا جب وہ سات یا آٹھ سال کے ہوئے تو نبی کریم ﷺ کی بیعت کیلئے آئے اور انہیں اس بات کا حکم ان کے والد حضرت زبیر نے دیا تھا کہ جاؤ بیعت کرو۔ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی جانب آتے ہوئے دیکھا تو آپ نے تبسم فرمایا اور پھر اس کی بیعت لی۔ حضرت زبیر نے اپنے بیٹوں کے نام شہداء کے نام پر رکھے تھے تاکہ شاید اللہ انہیں شہادت نصیب کرے۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت زبیر بن عوام پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی تلوار کو اللہ کی راہ میں نیام سے نکالا تھا۔ ایک دفعہ حضرت زبیر کو اچانک کہیں سے آواز آئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا گیا ہے وہ فوراً اپنی تلوار لیکر نکلے۔ راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ لیا اور پوچھا زبیر رک جاؤ! رک جاؤ! کیا بات ہے؟ حضرت زبیر نے عرض کیا مجھے ایک آواز آئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا پھر تم کیا کر سکتے تھے اگر مجھے شہید کر دیا جاتا۔ تو کہنے لگے اللہ کی قسم میں نے ارادہ کیا کہ تمام اہل مکہ کو قتل کر دوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کیلئے اس وقت خصوصی دعا فرمائی۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی تلوار کیلئے بھی دعا کی۔

حضرت زبیر غزوہ بدر احد اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ غزوہ احد میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے آپ سے موت پر بیعت کی۔ فتح مکہ کے موقع پر مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا حضرت زبیر کے پاس تھا۔ بدر کے دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ صرف دو گھوڑے تھے جن میں سے ایک پر حضرت زبیر سوار تھے۔ حضرت عروہ سے مروی ہے کہ حضرت زبیر کے جسم پر تلوار کے تین بڑے گہرے زخم تھے جن میں مَیں اپنی انگلیاں ڈالا کرتا تھا دو زخم غزوہ بدر کے موقع پر آئے تھے اور ایک زخم جنگ یرموک کے موقع پر آیا تھا۔

جنگ بدر میں حضرت زبیر نے زرد عمامہ باندھا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کہ فرشتے زبیر کے مشابہ اترے ہیں۔ یعنی جو فرشتے اللہ تعالیٰ نے مدد کیلئے بھیجے ہیں وہ بھی اسی عمامے میں جنگ لڑ رہے ہیں۔

حضرت زبیر کہتے تھے کہ غزوہ بدر کے دن عبیدۃ بن سعید سے میری مڈھ بھیڑ ہوئی اور اس نے ہتھیاروں کو پوری طرح اوپر پہنا ہوا تھا اسکی صرف آنکھیں ہی نظر آتی تھی اور اسکی کنیت ابو ذات القرش تھی وہ کہنے لگا میں ابو ذات القرش ہوں یہ سنتے ہی میں نے اس پر برچھی سے حملہ کر دیا اور اسکی آنکھ میں زخم لگا یا تو وہ وہیں مر گیا۔ حضرت زبیر کہتے تھے کہ میں نے اپنا پاؤں اس پر رکھ کر پورا زور لگایا اور بڑی مشکل سے میں نے وہ برچھی کھینچ کر نکالی تو اس کے دونوں کنارے مڑ گئے تھے۔ عروۃ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ برچھی حضرت زبیر سے طلب فرمائی انہوں نے آپ کو پیش کر دی جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو حضرت زبیر نے اسے واپس لے لیا پھر اسکے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ برچھی طلب کی حضرت زبیر نے انہیں دے دی جب حضرت ابوبکر فوت ہوئے تو حضرت عمر نے آپ سے وہ برچھی طلب کی اور آپ نے انہیں دے دی۔ جب حضرت عمر فوت ہوئے تو حضرت زبیر نے واپس لے لی پھر اسکے بعد حضرت عثمان نے ان سے وہ برچھی طلب کی اور حضرت زبیر نے انہیں دے دی جب حضرت عثمان شہید ہوئے تو وہ حضرت علی کی آل کو مل گئی۔ آخر حضرت عبد اللہ بن زبیر نے ان سے لے لی اور وہ ان کے پاس رہی یہاں تک کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر شہید کر دیئے گئے۔

حضرت زبیر بن عوام بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے اپنے والدین کو جمع فرمایا یعنی مجھ سے یوں فرمایا کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔ حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ غزوہ خندق کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کا حواری ہوتا ہے اور میرے حواری زبیر ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: غزوہ خیبر میں یہود کا مشہور سردار مرحب حضرت محمد بن مسلمہ کے ہاتھوں مارا گیا تو اس کا بھائی یاسر میدان میں آیا اس نے نعرہ بلند کیا کہ کون ہے جو میرا مقابلہ کرے گا۔ حضرت زبیر اسکے مقابلے کیلئے آگے بڑھے حضرت صفیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ معلوم ہوتا ہے کہ آج میرے بیٹے کو شہادت نصیب ہوگی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ تیرا بیٹا اس کو مارے گا۔ حضرت زبیر یاسر کے مقابلے کیلئے نکلے اور وہ حضرت زبیر کے ہاتھوں مارا گیا۔ حضرت زبیر ان تین لوگوں میں شامل تھے جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کا پتا کرنے بھیجا تھا جو کفار کیلئے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا خط لے کر جا رہی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ حضرت زبیر کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ نے ھبل نامی بت کے اوپر اپنی چھڑی ماری اور وہ اپنے مقام سے گر کر ٹوٹ گیا تو حضرت زبیر نے ابوسفیان کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا اور کہا ابوسفیان یاد ہے احد کے دن جب مسلمان زخموں سے چور ایک طرف کھڑے ہوئے تھے تم نے اپنے غرور میں یہ اعلان کیا تھا کہ اُعْلُ ھُبُلْ۔ ھُبُلْ کی شان بلند ہو اور یہ کہ ھُبُلْ نے ہی تم کو احد کے دن مسلمانوں پر فتح دی تھی۔ آج دیکھتے ہو سامنے ھبل کے ٹکڑے پڑے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا زبیر یہ باتیں اب جانے دو۔ آج ہم کو اچھی طرح نظر آ رہا ہے کہ اگر محمد رسول اللہ ﷺ کے خدا کے سوا کوئی اور خدا بھی ہوتا تو آج جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں اس طرح کبھی نہ ہوتا پس یہی خدا ہے جو آنحضرت ﷺ کا خدا ہے۔

فتح شام کے بعد حضرت عمرو بن عاص کی سرکردگی میں مصر پر حملہ ہوا۔ مسلمانوں نے فسطاط شہر کا محاصرہ کرلیا۔ حضرت عمرو بن عاص نے قلعہ کی مضبوطی اور فوج کی قلت کو دیکھا تو حضرت عمر سے کمک روانہ کرنے کیلئے درخواست کی۔ حضرت عمر نے دس ہزار فوج اور چار افسر بھجوائے۔ فرمایا ان میں سے ہر ایک افسر ایک ہزار کے برابر ہے ان میں سے ایک حضرت زبیر تھے۔ حضرت عمرو بن عاص نے محاصرے کے انتظامات ان کے سپرد کئے۔ انہوں نے گھوڑے پر سوار ہو کر قلعہ کے گرد چکر لگایا فوج کو ترتیب دی سواروں اور پیادوں کو مختلف جگہوں پر متعین کیا منجنیقوں سے قلعہ پر پتھر پھینکنے شروع کئے۔ سات ماہ تک محاصرہ جاری رہا۔ حضرت زبیر ایک دن کہنے لگے کہ آج میں مسلمانوں پر فدا ہوتا ہوں یہ کہہ کر تلوار سونت لی اور سیڑھی لگا کر فصیل پر چڑھ گئے۔ چند اور صحابہ نے ان کا ساتھ دیا۔ فصیل پر پہنچ کر سب نے ایک ساتھ تکبیر کے نعرے بلند کئے اور ساتھ ہی تمام فوج نے اتنے زور سے نعرہ بلند کیا کہ قلعہ کی زمین دہل گئی۔ عیسائیوں نے سمجھا کہ مسلمان قلعہ کے اندر گھس گئے ہیں وہ بدحواس ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت زبیر نے فصیل سے اتر کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور تمام فوج اندر گھس گئی۔

حضور انور نے فرمایا: اس وقت میں کچھ جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ ہے مکرم معراج احمد صاحب شہید ابن محمود احمد صاحب آف ڈوگری گارڈن ضلع پشاور کا۔ ان کو مخالفین احمدیت نے 12 اگست کو رات نو بجے ان کے میڈیکل سٹور کے سامنے فائرنگ کر کے شہید کر دیا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شہید نمایاں خصوصیات کے حامل تھے باقاعدہ گھر میں نماز باجماعت کا انتظام تھا خلافت سے بے انتہا عقیدت تھی ایم.ٹی.اے پر خطبات سننے کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ جماعتی پروگرام میں شمولیت کے علاوہ مہمان نوازی ہمدردی خلق اور غریبوں کی امداد نمایاں وصف تھے۔ شہید مرحوم کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو بھی شریروں کے شر سے محفوظ رکھے آجکل پاکستان میں مخالفت پھر زوروں پر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان شریروں کے شر ان پر الٹائے۔ ان دنوں میں ہمیں بہت زیادہ دعائیں کرنی چاہئیں۔ رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِي وَانْصُرْنِي وَارْحَمْنِي۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ بہت پڑھیں۔ درود شریف بہت پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ان شریروں کے شر سے محفوظ رکھے۔ جوں جوں یہ دشمنی بڑھ رہی ہے توں توں ہمیں زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا چاہئے۔

دوسرا جنازہ عزیزم ادیب احمد ناصر مربی سلسلہ کا ہے جو محمد ناصر احمد ڈوگر صاحب ایدھی پور نارووال کے بیٹے تھے 9/اگست کو ستائیس سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضور انور نے مرحوم کے اوصاف بیان فرمائے اور فرمایا:

اگلا جنازہ مکرم حمید احمد شیخ صاحب کا ہے جو شیخ محمد حسین صاحب کے بیٹے تھے 12/اگست کو ہارٹ اٹیک کے باعث پچاسی سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضور انور نے مرحومین کیلئے دعائے مغفرت کی اور فرمایا جمعہ کے بعد انشاء اللہ ان تینوں کی نماز جنازہ پڑھوں گا۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad